باغ حسین کمال

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، چکوال

www.darulkamal.com

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

زرِ باغ

(کُلّیات)

باغ حسین کمال

کمال پبلیکیشنز

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

نام کتاب: زرِباغ (کلیات)

شاعر: باغ حسین کمال

نقش اوّل: جولائی، 2011ء

آرائش، اہتمام: عابد سیال (0333-5193903)

تعداد: ایک ہزار

قیمت: تین سَو روپے

مطبع: پریمیئر پریس، راولپنڈی

رابطہ: دارالکمال، نزد شیل پٹرول پمپ، پنڈی روڈ، چکوال۔

موبائل: 0300-5144878

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

رَبِّ اشۡرَحۡ لِیۡ صَدۡرِیۡ

وَ یَسِّرۡلِیۡ اَمۡرِیۡ

وَاحۡلُلۡ عُقۡدَۃً مِّنۡ لِّسَانِیۡ

یَفۡقَھُوۡا قَوۡلِیۡ

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

تعمیل

بعض حکم ایسے ہوتے ہیں جن سے سرتابی بے ادبی کے زُمرے میں آتی ہے۔
۱۴ اکتوبر ۱۹۸۸ء کو مُرشد گرامی حضرت جی پروفیسر باغ حسین کمالؒ کا ایک خط موصول ہوا۔ آخری سطروں میں ضمناً یہ نوید بھی دی گئی تھی کہ وہ اپنا مجموعہ کلام ترتیب دے چکے ہیں۔خط کا اختتام کچھ یوں تھا۔

''............یہ مجموعہ جب بھی شائع ہوا اس کا دیباچہ انشا اللہ تعالیٰ جمیل یوسف صاحب اور تابش کمال صاحب لکھیں گے''

میں اس عمل کو شفقتِ پدری جان کر جہاں دیر تک احساسِ شادمانی سے نہال و سرشار رہا وہیں اس فکر نے بھی آن گھیرا کہ اگر واقعی یہ ذمّہ داری ڈال دی گئی تو کیا کروں گا۔ایسا نہیں کہ لکھنا پہاڑ تھا۔نظم و نثر میں تھوڑا بہت رواں ہو چکا تھا مگر دیباچہ اور وہ بھی حضرت جیؒ کی کتاب کا۔ ہاتھ پاؤں پھول گئے۔خیر کترا اتارہا اور پھر ملاقاتوں میں بھی ارادۃً اس خط کے مندرجات کا ذکر نہ کیا۔حضرت جی تو سمندر تھے بھانپ گئے اور بعد میں فرمایا کہ جب بھی طبیعت لگے دیباچہ ضرور لکھنا۔

اب اس بات کو سترہ برس بیت چکے ہیں۔اس دوران ''حسنِ طلب'' کے تین ایڈیشن شائع ہوئے اور چوتھا نقش آپ کے ہاتھوں میں ہے۔بیسویں صدی کو الوداع کہتے کہتے حضرت جیؒ خود بھی دنیا سے رُخصت ہو گئے۔میری جب بھی ''حسنِ طلب'' پہ نظر پڑتی تو یوں لگتا جیسے آپؒ فہمائشی نظروں سے دیکھ رہے ہوں کہ میں ابھی تک کیوں کچھ نہیں لکھ سکا۔

میں دیباچہ اب بھی نہیں لکھ رہا یہ چند گزارشات بھی آپؒ کے اردو کلام کے حوالے سے پیش کرنے کی سعادت حاصل کرنے اور احساسِ ندامت سے نجات پانے کی ایک کوشش ہے۔

آپؒ کے صوفیانہ اور فلسفیانہ گردشوں کے حامل سادہ سے کلام کی بظاہر دو جہتیں ہیں صوفیانہ اور ترقی پسندانہ یعنی خدا سے عشق اور انسان سے اُنس۔اگر ترقی پسندی کے رائج معنوں پر

ان کے کلام کو پرکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ وہ انسان سے محبت کو خدا تک پہنچنے کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں۔زمین پر بسنے والوں کے دُکھ درد، سیاست کی چالیں اور جابرانہ معاشی نظام کی فریب کاریاں ان کی غزل میں بیک وقت انسان دوست نقطۂ نظر سے کارفرما ہیں۔آپؒ نے تو حضورﷺ کی تشریف آوری کو بھی انسانیت کی فتح قرار دیا ہے

؎ آدمیّت کہ مقدّر میں رہی جس کے فغاں
تیرے آنے سے ہوئی خندہ بلب آج کے دن

؎ آسمان جھوم اٹھے ، خاک ہنسی ، لہرائی
تیری آمد کا تھا انداز عجب آج کے دن

یوں آپؒ آغازِ سفر ہی میں ترقی پسندی کے الحادی تصوّر سے نہ صرف الگ رہے بلکہ اس کی مذمت بھی فرمائی۔مجاز ان کے نزدیک حقیقت ہی کا ایک پرتو ہے۔نیّت شرط ہے۔اگر آنکھ نظّارہ کی تمنّا سے شرفیاب ہو تو حسنِ دائمی اشیاء و مظاہر سے چھلک چھلک پڑتا ہے۔ضرورت اس امر کی ہے کہ خود کو پوری طرح اس حقیقت میں ضم کر دیا جائے۔

؎ میں تو غیروں کو بھی دکھلاؤں ترا رنگِ مجاز
تیری غیرت کو گوارا ہوں جو میری شوخیاں

آپؒ کی غزل کا خاص پہلو یہ ہے کہ اس میں روکھی پھیکی سنجیدگی اور خیال کی خشکی نہیں خالق سے شکوہ و شکایت کے ساتھ ساتھ دوستانہ چشمک بھی ہے۔وہ رُوئے زمین کو تمام بنی نوع انسان کی یکساں ملکیت قرار دیتے ہیں اور سیاست بازوں کی ان چالوں کو آشکار بھی کرتے ہیں جن کے باعث وطنِ عزیز پر رات مسلّط ہو چکی ہے۔

؎ خوں اچھالا تھا جنوں کے فیض سے جس کے لئے
اس سحر کے تو یہاں آثار بھی کوئی نہیں

صد حیف کہ آشفتہ سری کی روایت دم توڑ چکی ہے اب کوئی نہیں جو جھومتا جھامتا مقتل کی طرف جائے اور نعرۂ حق بلند کرے۔ ہر سمت مفاہمت اور مصالحت کی فضا کا راج ہے۔کوئی صُورت نہیں کہ لوگوں کے اندر کا خوف ختم ہو اور کوئی مؤثر تحریکی روپ اختیار کرے۔اب حال یہ ہے کہ فرد معاشرے سے کٹ چکا ہے اور اسے خود بھی معلوم نہیں کہ اس سفر کا انت کیا ہو گا۔حضرت جیؒ نے پاکستانی معاشرے میں فرد کی بے بسی کی نہایت مؤثر انداز میں تصویر کشی کی ہے

؎ میں تھکا ہارا مُسافر ، راہ سے بھٹکا ہوا
سامنے جنگل کا سناٹا تھا ، وقتِ شام تھا

؎ تنہائیوں کے حبس میں دم اس طرح گُھٹا
میرا وجود جیسے کہیں زیرِ سنگ تھا

اس صورتِ حال میں کوئی محبوب کا تصوّر کرے بھی تو کیسے۔حد یہ ہے کہ ایک خوشگوار یاد کی پرچھائیں بھی محو ہو چکی ہے اور شہرِ ہول میں ہر طرف ''آدم بو، آدم بو'' کی صدا گونجتی ہے۔کسی کے انتظار کی لذّت، اعتبارِ پیمان اور وصالِ دوست کچھ بھی تو نہیں۔دل سے شادابی رخصت ہو گئی اور بالآخر

؎ نقشِ پا نظروں میں جلتے رہ گئے

رستہ کیوں دیکھا جائے اور پھر کس کا، جب کہ

؎ اس کے ہاتھوں کی مہک بھی جُنبشِ در میں نہیں

رات ڈائن کی طرح بال کھولے اور منہ پھاڑے فرد کے وجود کو نگلنے کے لئے تیار بیٹھی ہے دن تو جیسے تیسے بسر ہو ہی گیا ہے

؎ کرب کے دشت میں بھٹکا رہا شب دیر تلک
غم کی وادی میں رہا دن کو خیال آوارہ

دشتِ غم اور وادیٔ کرب کی ستم رانیاں بے پناہ سہی مگر حضرت جیؒ کے یہاں یاسیت محض ایک وقتی

پرچھائیں کے علاوہ کچھ نہیں وہ جہدِ مسلسل اور سعیٔ پیہم پر یقین رکھتے ہیں

؎ صفحۂ یاس پہ اُبھرا کوئی امید کا نقش
ظُلمتِ شب میں کہیں رنگِ سحر کی صُورت

یہی وہ مقام ہے جہاں عشقِ حقیقی اپنی بھرپور تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہوتا ہے اور راستے ہموار ہوتے چلے جاتے ہیں۔ دھندلکا زیادہ دیر قائم نہیں رہ پاتا۔ شمعِ عشق کی لَو میں مناظر واضح ہونے لگتے ہیں اور مقصد کا حصول بس ایک جست کی بات دِکھائی دیتا ہے۔

؎ جلوۂ دوست مُیّسر مجھے آئے گا کمال
سر سلامت ہے تو دیوار گرا دوں گا کبھی

شوقِ وصل عاشق کے جذبوں کو مہمیز دیتا ہے۔ امیّد کی تابندگی مٹے ہوئے حوصلوں کو جلا بخشتی ہے اور شاعر ایک بار پھر خیر کے سدا بہار گیت الاپنے لگتا ہے

؎ پھر آس کی ضیاء سے ہے روشن رُخِ حیات
پھر حوصلے بلند دلِ ناتواں کے ہیں

صوفی شاعر کی انسان دوستی، ترقی پسند سُخن ور سے یُوں مختلف ہے کہ صوفی خود کو اُسی کیفیت میں محسوس کرتا ہے جس میں اس کے کردار مبتلا ہوں جبکہ ترقی پسند شاعر دوسروں کے تجربوں کی آنچ سے اپنی آگ روشن کرتا ہے۔ حضرت جیؒ کے یہاں دونوں طرح کا روّیہ ملتا ہے اگرچہ ایک صوفی کا دُکھ زیادہ نمایاں ہے۔

؎ دل نے جس سمت بھی دیکھا کوئی جھلسا چہرہ
میرے احساس کے جھونکے اسی جانب لپکے

؎ اپنا لہو اچھال دو یارو بنامِ صبح
سر سے کسی طرح تو یہ کالی بلا ٹلے

میری حضرت جی کے ساتھ جدید اور کلاسیکی شاعری پر زیادہ تفصیل کے ساتھ گفتگو نہیں ہوتی تھی لیکن جب کبھی کسی شعر یا شاعر پر کچھ ارشاد فرماتے تو معلوم ہوتا کہ وہ اپنے رفتہ اور موجودہ ادبی سرمائے سے ایک نقّاد کی طرح بخوبی آگاہ ہیں۔ ''حسنِ طلب'' کا مطالعہ اس ضمن میں گواہ ہے کہ جہاں انہوں نے اپنے پیش روؤں سے استفادہ کیا وہیں آنے والوں کو اسلوب کی نئی راہیں بھی دِکھائیں۔ جیسے

سگ کشادہ تھا مگر سنگ کو بستہ دیکھا

ایک اور طویل غزل کا یہ شعر

رکھ دیا تھا چُوم کر ،جس کو سبھی عشّاق نے
ہم نے ہی آخر اٹھایا ، دوست وہ سنگِ گراں

حضرت جی کی یہ روش تمام عمر قائم رہی کہ ان کے بقول اچھی بات ہر انسان کا وَرثہ ہے۔ اس کے علاوہ ان کے یہاں تمثالی انداز بھی بھرپور موج کے ساتھ سامنے آتا ہے

رات بھر بستی میں گُونجی ایک اُلّو کی صدا

ایک ننگی شاخ پر بیٹھی ہے زخمی فاختہ

رات بھر سے چل رہا ہے آنسوؤں کا کارواں

آپؒ کی فکری رفتار ''روحِ سفر'' میں روحانی مسافت کی روداد بھی ہے اور سرخوشی کا افسانہ بھی۔ آپؒ نے ایک غیر مردّف غزل میں اس جانب بہت بلیغ اشارہ فرمایا ہے

دور پیچھے رہ گئی تھی وقت کی رفتار بھی
میں مکاں کو چھوڑ کر جب لامکاں کو چل پڑا

اب ''دعوتِ خیر'' کیلئے ہمارے پاس آپ کے لفظ، آپ کی فکر اور آپ کے خیال کی
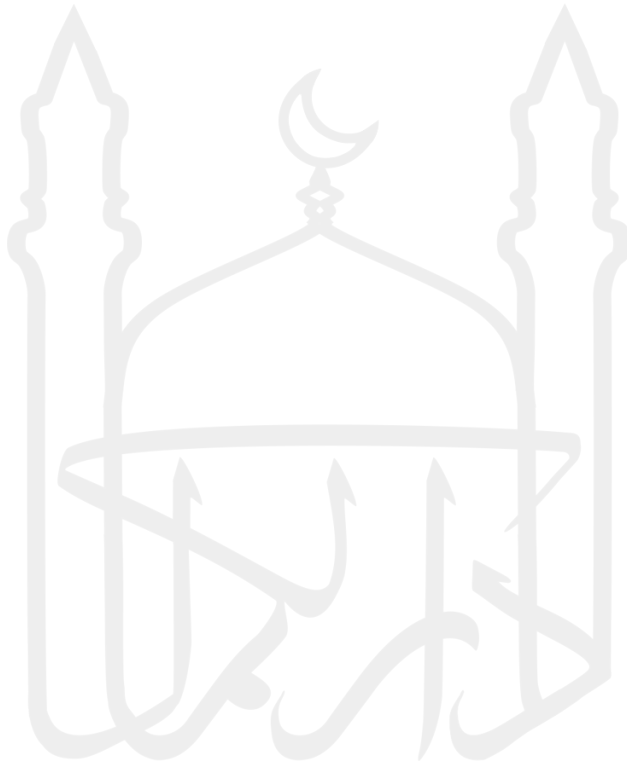
دولت محفوظ ہے سو امید ہے کہ ''حسنِ طلب'' کا یہ ایڈیشن ان کے اس شکوے کی معمولی سی تلافی ضرور کردے گا۔

ہے وقت کہ ہوں غُلغلہ انداز چمن میں
افسوس کہ اس وقت ہی چُپ ہو گئے احباب

ایک صُوفی کے لئے زندگی، اسیری سے کم نہیں، دنیوی کام پتّھر توڑنے کے مترادف ہوتے ہیں

زندگی کے قیدخانے کی سزا بھی خوب ہے
ایک مدّت ہو گئی ہے باغؔ پتّھر توڑتے

آپؒ بھی قفسِ دہر سے نکلنے کو بے تاب رہے مگر عجمی تصوّف کی پناہ لے کر انہوں نے تارک الدّنیا ہونے کے خلافِ شریعت عمل کو نہیں اپنایا۔ زندگی میں بھرپور شمولیت ہی ان کے نزدیک خیر کا راستہ تھا سو آپؒ تمام عمر ثابتِ قدمی سے اس جادۂ خیر پر رواں دواں رہے اور جب آخری سفر پر روانہ ہوئے تو درج ذیل شعر کے پہلے مصرعے کے برعکس مصرعِ ثانی کی صداقت روشن ہوگئی۔

چاہا تھا مری موت پہ نم ہو نہ کوئی آنکھ
میّت پہ مری آج بہت رو گئے احباب

تابش کمال

۴راگست ۲۰۰۵ء

حسنِ طلب

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

''حسنِ طلب'' کی اشاعتیں:

اشاعت اوّل : 1990ء

اشاعت دوم : 1994ء

اشاعت سوم : 2002ء

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

محبوبِ حقیقی کے نام

کبھی کبھی کے تصوّر سے جی نہیں بھرتا
مرے خیال میں آؤ تو بار بار آؤ

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

ترتیب

دو ہی نقطے ہیں کہ جن کے درمیاں ہے زندگی
اک مرا حسنِ طلب اور اک ترا حسنِ عطا

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

تعارف

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

میرا سینہ مخزنِ اسرار ہے لیکن کمالؔ
کس میں اتنا حوصلہ، بن جائے میرا رازداں

سوانحی کوائف

۱۔	نام	:	باغ حسین	
۲۔	تخلص	:	کمالؔ	
۳۔	ولدیت	:	قاضی حسن دین	
۴۔	قوم	:	نسبی بھٹی راجپوت (حسبی طور پر کھوٹ قریش، اعوان)	
۵۔	مقام پیدائش	:	پنوال (نواح چکوال)	
۶۔	تاریخ پیدائش	:	ا۔ بمطابق رجسٹر سکول،	۲۴ جنوری ۱۹۳۷ء
			ب۔ بمطابق رجسٹر پیدائش،	۳۱ مارچ ۱۹۳۷ء
			ج۔ بمطابق حقیقی،	۲۲ مارچ ۱۹۳۷ء
۷۔	تعلیم	:	میٹرک، گورنمنٹ ہائی سکول چکوال ،	۱۹۵۵ء
			انٹرمیڈیٹ، گورنمنٹ کالج چکوال ،	۱۹۵۷ء
			بی اے، (پرائیویٹ) پنجاب یونیورسٹی ،	۱۹۶۳ء
			ایم اے، (اردو) پنجاب یونیورسٹی ،	۱۹۶۶ء
			بی ایڈ، پنجاب یونیورسٹی ،	۱۹۶۷ء
			ایم اے، (پنجابی) پنجاب یونیورسٹی ،	۱۹۷۴ء
۸۔	صحافت	:	نامہ نگار ''امروز، تعمیر''	۱۹۶۰ء تا ۱۹۷۰ء

۹۔ ملازمت : ا۔ کلرک، میونسپلٹی، چکوال ۱۹۵۹ءتا۱۹۶۳ء

ب۔ انگلش ٹیچر، اسلامیہ ہائی سکول، چکوال ۱۹۶۳ءتا۱۹۶۷ء

ج۔ ہیڈ ماسٹر، گورنمنٹ مڈل سکول، دُلہہ، ڈھڈیال ۱۹۶۷ءتا۱۹۷۵ء

د۔ پروفیسر، گورنمنٹ کالج، جی ٹی روڈ جہلم، ۱۹۷۵ءتا مارچ۱۹۹۷ء

۱۰۔ تصانیف و تالیفات : ا۔ کلام شاہ مراد (شریک مرتب) ۱۹۶۶ء

۲۔ لوک گاون ۱۹۸۰ء

۳۔ حال سفر (تصوف وسلوک) اکیس بار ۱۹۸۷ءتا۲۰۱۰ء

۴۔ حسن طلب (اردو شاعری) تین بار ۱۹۹۰ء۔۱۹۹۴ء۔۲۰۰۲ء

۵۔ سکدیاں روحاں (پنجابی شاعری) تین بار ۱۹۹۰ء۔۱۹۹۴ء۔۲۰۰۲ء

۱۱۔ روحانی سفر کا آغاز : حضرت مولانا اللہ یار خان صاحب کے حلقہ ذکر میں شمولیت ۲۹ جولائی ۱۹۷۵ء

۱۲۔ سلسلہ اویسیہ کمالیہ کا آغاز: ۸۔اپریل ۱۹۸۴ء

۱۳۔ تاریخِ وصال : ۳۱ دسمبر ۲۰۰۰ء

۱۴۔ تدفین : یکم جنوری ۲۰۰۱ء

۱۵۔ مقامِ تدفین : پنوال، چکوال

کسبِ کمال

زندگی ایک آزمائش گاہ اور ایک دارِ مشقت ہے۔ باغ حسین کمالؔ سے تعارف اسی کرب کی نشان دہی کے حوالے سے ہوا تھا۔ اس مضمون کے اظہار میں اس نے جو سادہ اور خوب صورت پیرایہ اختیار کیا تھا اس نے ایک دم چونکا دیا تھا۔ حافظے نے اس کا یہ شعر متاع عزیز کی طرح سنبھال کر رکھا ہوا ہے۔

زندگی کے قید خانے کی سزا بھی خوب ہے
ایک مدّت ہو گئی ہے باغؔ پتھر توڑتے

''حسنِ طلب'' کے مطالعے سے معلوم ہوا کہ باغ حسین کا ابتدائی کلام سرتا سر شکوۂ حالات سے عبارت ہے۔ وہ آسمان کا ستایا ہوا ہے۔ اور اس کے ویرانہ دل میں تنہائی کا گہرا سکوت ہے۔ اور ایک بھاری پتھر اس کے سینے پر دھرا ہے۔ زندگی کی سختیوں اور دشواریوں کے باعث اس کا لہجہ غم سے نڈھال ہے۔ اور اسی غم کو اس نے اپنے لیے اساسِ حیات قرار دے رکھا ہے اور مایوسیوں کے بگولوں میں گھرا ہوا ہے۔

پھر یوں ہوا کہ اچانک اس کے دل میں آرزو کا کوئی غنچہ کھل اٹھا، جس نے اس کے اندر زندہ رہنے کی اُمنگ پیدا کر دی اور اسے چکنا چور ہونے سے بچا لیا ہے۔ یہی نہیں بلکہ اس تجربے نے اس کے سینے میں عزم و ہمت کی ایک ایسی شمع روشن کر دی ہے۔ جس نے اس کے دل کے بانکپن کو قائم رکھا ہے۔ اس مقام پر اس پر یہ کھلا کہ غم کی آگ میں جلنے والے تو امر ہو جاتے ہیں۔ اس احساس نے اسے وہ حوصلہ دیا جو مصائب کو للکارنے لگتا ہے۔

رستے میں سمندر ہو یا کوہ و بیابان ہو
تو منزل اُلفت کو اے باغؔ پُر افشاں ہو

جلوۂ دوست میسر مجھے آئے گا کمالؔ
سر سلامت ہے تو دیوار گرا دوں گا کبھی

محبت کا تجربہ مجازی سطح کا ہی کیوں نہ ہوانسانی شخصیت کو بڑی وسعتیں اور بڑے ولولے عطا کرتا ہے۔آدمی اپنے خول سے باہرنکل آتا ہےاور زندگی میں آثارِحسن دیکھنے کے لیےانتہائی ایثار پرخود بھی آمادہ ہوجاتا ہےاوردوسروں کوبھی آمادہ کرتا ہے۔

اپنا خون دے کر زمانے کو دکھاتے ہیں کمالؔ
ہم بچاتے ہیں خزاؤں سے گلستان کیسے

اپنا لہو اچھال دیں یارو بنام صبح
سر سے کسی طرح تو یہ کالی بَلا ٹلے

اس تجربے کےطفیل اب ایک سیل آرزو باغ حسین کو لیے لیے پھرتا ہے۔وہ صحرائے غم کو شاداب بنانے کی دھن میں سرشار دکھائی دیتا ہے آگ میں پھول دیکھتا ہے۔راکھ میں اسے کسی قصرِعظیم کا ہیولیٰ دکھائی دیتا ہے۔وہ رنگوں کا شیدائی اورخوشبو کا رسیا بن گیا ہے۔چمن کی فضاؤں میں خطرے کی کسی دھندکوگوارانہیں کرتا۔پروا کا یہ زودگذر جھونکاباغ حسین کی شخصیت کواتنا ثروت مندکرگیا کہ اس نےمہکتی ہوئی یادوں کی ڈھیرساری دولت سمیٹ لی۔اس کے ذہن کی جھیل میں کئی شاداب کنول کھل اٹھے۔اوراب یوں لگتا ہے کہ زینۂ مجاز طے کرتے ہوئے باغ حسین کمالؔ محبت کے ایک بہت بلنداورنورانی افق کی طرف آنکلا ہے۔

ایک مہ وش کے تصور کے طفیل
تیرگی سے روشنی میں آ گئے

اس کے یہاں ایک صوفیانہ رجحان کےآثار بہت واضح دکھائی دینے لگے ہیں۔ایک سنگِ آستاں اسے سنگِ اسود کی طرف لے گیا ہے۔صوفی راہِ حق کا وہ مسافر ہےجس کا زادِسفرعشق ہے۔باغ حسین بھی اب محبت کی برکتوں کوعام کرنے کی روش پرگامزن ہے۔

آوٗ اب تبلیغِ اُلفت کا کریں ہم اہتمام
لوگ اکثر برکتیں اس کی نہیں ہیں جانتے

صوفیاء نے پیمانِ عبودیت اور بارِ امانت کے حوالے سے انسانی فضلیت کے بہت گن گائے ہیں۔ باغ حسین کے ہاں بھی یہ مضمون بڑی آب وتاب سے موجود ہے۔

رکھ دیا تھا چوم کر جس کو سبھی عشاق نے
ہم نے ہی آخر اٹھایا دوست وہ سنگِ گراں

اس کے یہاں یہ عارفانہ ترنگ بھی سنائی دیتی ہے کہ میرا سینہ مخزن اسرار ہے اور قسامِ ازل نے مجھے بڑا ظرف عطا کیا ہے۔ باغ حسین کمآل کے یہاں غزل کی لے جا بجا حمدیہ اور نعتیہ آہنگ اختیار کر لیتی ہے۔

تیری فردو گاہ پہ جنت بھی ہو نثار
شرمائیں کہکشاں کو تری رہگذر کے پھول

ہم نور کی کرنوں کو بکھیریں گے ہر اک سمت
ہم پیروئ شمسِ حرا کرتے رہیں گے

یارو! کیسا منظر ہو گا
باؔغ جو کعبے سے لپٹے گا

باغ حسین کے پنجابی کلام میں بالخصوص خداوند تعالیٰ کا اسمِ ذات ورد اور وظیفے کی صورت اختیار کر گیا ہے۔ کیا عجب کہ اس کا آئندہ مجموعہ صرف روحانی تجربات کے اظہار پر مشتمل ہو۔

یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ باغ حسین نے اپنی اردو غزل میں فنی اعتبار سے سرحد کمال کو چھو لیا ہے۔ البتہ یہ ضرور کہا جا سکتا ہے کہ اس کی غزل روایت اور جدّت کے درمیان ایک سنبھلی ہوئی کیفیت کی عکاسی کرتی ہے۔ غزل کے رومانی لہجے سے اس نے انحراف نہیں کیا۔ یہ روگردانی

مناسب بھی نہیں بلکہ یہی لہجہ تو غزل کی شناخت اور سرشت ہے۔

باغ حسین نے ساری غزل مطلعوں کی صورت میں لکھنے کا تجربہ بھی کیا ہے۔اس نے کالر اور نارمل کے انگریزی الفاظ بھی اس قرینے سے استعمال کیے ہیں کہ ذرا بھی اوپرے معلوم نہیں ہوتے۔غزل کی لفظیات سے آگاہی کے بغیر یہ تجربہ ممکن نہیں ہے...... باغ حسین کے مزید چند اشعار نذرِ قارئین ہیں......اس سے زیادہ میں کیوں بولوں......خوشبو بولے۔

یہ بھی نیرنگیء دوراں کا کرشمہ دیکھا
مل گیا تخت مگر خوئے گدائی نہ گئی

میں بھی گم سم تھا کوئی بات نہ کرنے پایا
اس کے ہونٹوں پہ بھی جیسے کوئی پہرا دیکھا

تنہائیوں کے حبس میں دم اس طرح گھٹا
میرا وجود جیسے کہیں زیر سنگ تھا

جلتی ہے شمع زیست بہر طور دوستو
گرچہ بگولے تند غم بے کراں کے ہیں
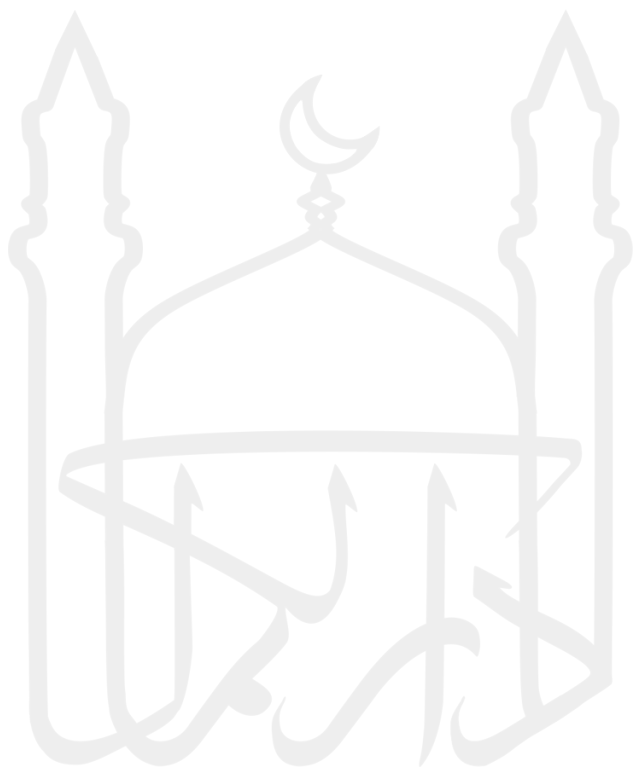
میں ترے کھوج میں اس طور سے سرگرداں ہوں
جیسے صحراؤں میں ہو کوئی غزال آوارہ

انور مسعود

اسلام آباد

3جولائی1993ء
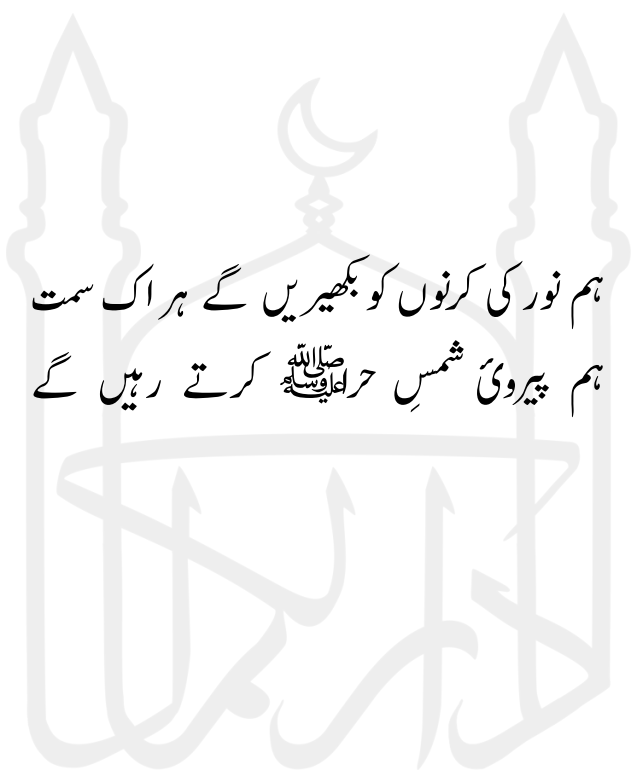
عقیدت

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

ہم نور کی کرنوں کو بکھیریں گے ہر اک سمت
ہم پیروئ شمسِ حرا ﷺ کرتے رہیں گے

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

ایک نشہ ہے کہ چھائے ہے ترے نام کے ساتھ
اک تسلی ہے کہ آئے ہے ترے نام کے ساتھ

عنبر و عود لُٹائے ہے تری یادِ جمیل
ایک خوشبو ہے کہ آئے ہے ترے نام کے ساتھ

اس نے کونین کی دولت کو سمیٹا گویا
دل کی دنیا جو بسائے ہے ترے نام کے ساتھ

دل تصوّر میں ترے ڈوب گیا ہو جیسے
آنکھ بھی اشک بہائے ہے ترے نام کے ساتھ

حشر کیا ہو گا تمنّا کا تری دید کے وقت
آرزو حشر اٹھائے ہے ترے نام کے ساتھ

ہے ترا ذکر حلاوت میں کچھ ایسا کہ زباں
اک نیا ذائقہ پائے ہے ترے نام کے ساتھ

طُرفہ اک رنگِ محبت کا اثر دیکھا ہے
رُوح بھی وجد میں آئے ہے ترے نام کے ساتھ

لذّتِ درد بفیضِ غمِ جاناں، جاناں
جذبۂ شوق بڑھائے ہے ترے نام کے ساتھ

تجھ سے منسوب غزل کر کے کمالؔ اترائے
اپنی توقیر بڑھائے ہے ترے نام کے ساتھ

۵

نُور و نکہت میں ڈھلی ظلمتِ شب آج کے دن
زیست کو مل گیا جینے کا سبب آج کے دن

آسماں جھوم اٹھے، خاک ہنسی ، لہرائی
تیری آمد کا تھا انداز عجب آج کے دن

آدمیّت کہ مقدّر میں رہی جس کے فغاں
تیرے آنے سے ہوئی خندہ بہ لب آج کے دن

ہاں ترا حُسن ہوا باعثِ تزئینِ چمن
بڑھ گیا ذوقِ نظر، حُسنِ طلب آج کے دن

ایک تکریم کی چادر سی تنی جاتی ہے
اللہ اللہ! یہ تقدس، یہ ادب آج کے دن

گلشنِ دل کہ خزاؤں نے اجاڑا تھا کمالؔ
کس کے آنے سے ہوا باغِ طَرب آج کے دن

نیابم هیچ جائے من پناہے
''نگاہے یا رسول اللہ نگاہے''

ندارم هیچ سرمایہ بجز ایں
خلش، سوزش ، تپش، اشکے و آہے

دلم لرزاں و ترساں، دیدہ گریاں
شود بیدار احساسِ گناہے

بدیدارِ رُخِ روشن تمناست
زہے قسمت! نمائی جلوہ، گاہے

نسازی گر گلِ سر سبد غم نیست
بسازم سبد را صرفِ گیا ہے

کمالؔ ایں آرزو چہ سادہ تر است
نہ شب تسبیح، دعائے صبح گاہے

عجب چہ گر بہ بخشند حسنِ گفتار
کمالِؔ بے نوا را پادشاہے

نعت

(بچوں کے لئے)

نبیؐ ہمارے، نبیؐ ہیں پیارے
دِل کی دھڑکن، آنکھ کے تارے

اُن کے رُوئے انور سے ہیں
روشن، سُورج، چاند، ستارے

اُن کی باتیں خوشبو خوشبو
اُن کی یادیں، دل کے سہارے

جس نے دیکھا روضۂ اطہر
بھُولے اس کو سب نظّارے

ساری دنیا اُن پر قرباں
میں بھی جاؤں اُن کے دوارے

آپ خُدا ہے اُن کا ثنا خواں
میں کیا لکھوں اُن کے بارے

باغؔ پہ اُن کی چشمِ کرم ہے
سمجھیں کیا یہ لوگ بچارے

سلام
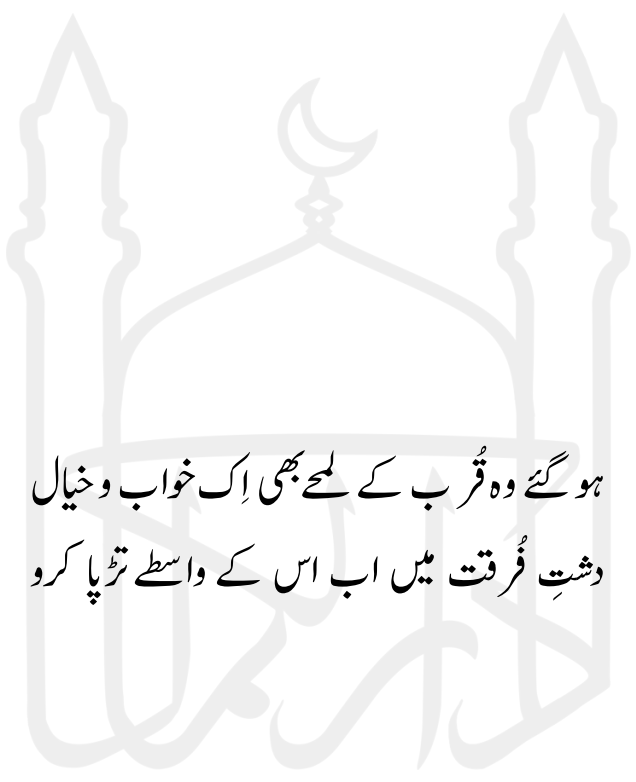
مصطفیٰ ﷺ، میرے رہبر! کروڑوں سلام
مجتبیٰ ﷺ، یارِ داور ! کروڑوں سلام

والیٔ دو جہاں تیری رحمت کی خیر
شاہِ روضۂ اطہر ! کروڑوں سلام

آسمانِ رسالت کا تُو آفتاب
ہیں نبی سارے اختر، کروڑوں سلام

تیری امت کے پیاسوں کو وقف ہو گئے
تیرے تسنیم و کوثر، کروڑوں سلام

ہے اِک آرزو بس ترے ساتھ ہی
میں رہوں روزِ محشر، کروڑوں سلام

نگاہوں میں میری ہمیشہ رہے
تِرا روئے انور، کروڑوں سلام

لکھوں اور پڑھوں اور سنوں میں کمال!
دُرودوں کے دفتر، کروڑوں سلام

غزلیات

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

ہو گئے وہ قُرب کے لمحے بھی اِک خواب و خیال
دشتِ فُرقت میں اب اس کے واسطے تڑپا کرو

○

داغوں سے میرے دل میں پھر سرو چراغاں ہو
ہر اشک میں طوفان ہو، ہر زخم نمک داں ہو

ہر لحظہ نئی سوزش، دل جلنے کا ساماں ہو
میرے غمِ پیہم کا، کوئی بھی نہ درماں ہو

دل گیری و جاں سوزی، ہر گام پہ رقصاں ہو
قسمت میں مری ہر دم، دشتِ شبِ ہجراں ہو

آنکھوں میں مری ہر دم، عکسِ رخِ جاناں ہو
وہ شوخ تصوّر ہی، پیوستِ رگِ جاں ہو

یہ دیدۂ حیراں ہو، وہ عارضِ تاباں ہو
اک ہوش کا قاتل ہو، اک رہزنِ ایماں ہو

جس دل میں محبت کا، احساس فروزاں ہو
اللہ کی قدرت ہے، وہ دل ہی پریشاں ہو

کچھ اور ستم ڈھاؤ، کچھ اور بھی احساں ہو
تسلیم و رضا میری، ہر ظلم پہ قرباں ہو

رستے میں سمندر ہو، یا کوہ و بیاباں ہو
تو منزلِ الفت کو، اے باغ پُر افشاں ہو

○

اب تو پڑھواؤں تجھے بھی اپنی الفت کا بیاں
ہے کتابِ شوق میں لکھی تمھاری داستاں

نسبتیں تجھ سے بہت سی ہیں مری پر جانِ جاں
سب سے بڑھ کر، سب پہ فائق، ہے محبت بے گماں

جانے اس کی کون سی منزل ہے ، رکتا ہے کہاں
رات بھر سے چل رہا ہے ، آنسوؤں کا کارواں

رکھ دیا تھا چُوم کر ، جس کو سبھی عشاق نے
ہم نے ہی آخر اٹھایا ، دوست وہ سنگِ گراں

تیرے سب عشاق ہیں، اک خوف سے سہمے ہوئے
میں مگر تیری محبت، کے نشے سے شادماں

عشق کی منزل ہے جانے ، کون سی میرے لیے
سنگِ اسود بن گیا ہے ، تیرا سنگِ آستاں

سارے جذبے سارے ارماں، کب کے بوڑھے ہو گئے
اک تمنّا ہے مرے دل میں ، مگر اب بھی جواں

بارگاہِ حسن میں تیری ، کروں کس کو سفیر
اب تو خود ہی بن گیا ہوں ، دوست اپنا ترجماں

میں تو غیروں کو بھی دکھلاؤں ترا رنگِ مجاز
تیری غیرت کو گوارا ، ہوں جو میری شوخیاں

زندگی حسنِ مجسم کر، سراپا کیف کر
اے مرے حسن آفریں، ہو جا ذرا سا مہرباں

کوئی شیرینی عطا کر مجھ کو میٹھے بول سے
دور فرما دے تو میری، زندگی کی تلخیاں

میرے ہاتھوں میں فروزاں ، کر یہ رُخ مہتاب سا
دوش پر پھیلا مرے، زلفوں کی کالی بدلیاں

بھینچ کر سینے سے اپنے ، اب تو میرا دم نکال
کثرتِ بوسہ سے کر دے ، مجھ کو جاناں نیم جاں

تو مری رگ رگ میں بھی اور تو ورائے عرش بھی
یہ عجب ہیں قربتیں اور وہ عجب تر دوریاں

میں ترا ہم راز ٹھہرا تُو مرا دم ساز ہے
کس تصوّر میں بھلا آئیں، مری خوش بختیاں

میرا سینہ مخزنِ اسرار ہے لیکن کمالؔ
کس میں اتنا حوصلہ، بن جائے میرا رازداں

○

ہر غم ہے جاں گداز تو ہر چوٹ دل شکن
قائم مگر ہے پھر بھی مرے دل کا بانکپن

پھر مل گیا ہے آج غمِ دل کو اک فروغ
دیکھی ہے اس کے چہرے پہ جو درد کی شکن

تیری ادا میں حُسنِ صبا کی ہیں شوخیاں
کس درجہ گل فشاں ہے ترا ایک اک سخن

ہم لوگ ہیں شعور کی ضوپاش مشعلیں
روشن ہمارے دم سے ہے دنیائے فکر و فن

سونی پڑی ہے بزمِ تمنّا مری کمالؔ
جب سے چلا گیا ہے وہ جانانِ انجمن

○

اب ہوائے گیسو و رخسار بھی کوئی نہیں
گرم اُلفت کا تری بازار بھی کوئی نہیں

کیسۂ اُلفت میں میرے جیب مفلس کی طرح
اب وفاؤں کا تری پندار بھی کوئی نہیں

ریگ زاروں کا سماں پھیلا ہے میرے سامنے
اب میسر سایۂ دیوار بھی کوئی نہیں

خوں اچھالا تھا جنوں کے فیض سے جس کے لیے
اس سحر کے تو یہاں آثار بھی کوئی نہیں

ہر کسی کی مصلحت نے گنگ کر دی ہے زباں
اب کسی سر میں خمارِ دار بھی کوئی نہیں

زندگی دشوار تر اب ہو گئی ہے دوستو
غم فزوں تر ہیں مگر غم خوار بھی کوئی نہیں

اے فقیہاں! لائقِ تعزیر ہیں گر ہم تو کیا
اب سلامت آپ کی دستار بھی کوئی نہیں

ہم کو سپنے دیکھنے سے ہی نہیں فُرصت کماؔل
بزم میں اک دیدۂ بیدار بھی کوئی نہیں

○

رات بھر بستی میں گونجی ایک اُلّو کی صدا
رونما ہونے کو جانے کون سا ہے حادثہ

خُون کی بُو پر فضا میں اڑتے ہیں زاغ و زغن
ایک ننگی شاخ پر بیٹھی ہے زخمی فاختہ

اپنے حصے میں تو آئی گردِ صحرا ہی فقط
جانے کس جانب گیا ہے خوشبوؤں کا قافلہ

زندگی کی تلخیوں سے اِلتفاتِ یار تک
پھیلتا جاتا ہے میرے درد کا اک سلسلہ

میں بھی ہوں جیسے کسی مفرور مجرم کی طرح
ایک مدّت سے بھُلا بیٹھا ہوں گھر کا راستہ

دیکھیئے تُلتا ہے کون اب عدل کی میزان میں
ہو گیا ہونے کو یوں تو دوستو محشر بپا

ایک خواہش ، اک تمنّا ، ایک ہی ہے آرزو
تجھ سے تجھ کو مانگتا ہے بس مرا دستِ دعا

دُور پیچھے رہ گئی تھی وقت کی رفتار بھی
میں مکاں کو چھوڑ کر جب لامکاں کو چل پڑا

دو ہی نُقطے ہیں کہ جن کے درمیاں ہے زندگی
اک مِرا حُسنِ طلب اور اک ترا حُسنِ عطا

گر کسی دستِ حنائی کا کرم حاصل نہیں
پھُول کالر پر کمالؔ اپنے ہی ہاتھوں سے سجا

○

گرچہ ہر لحظہ نیا اک درد کا پیغام تھا
مُجھ کو بندِ غم میں بھی لیکن بہت آرام تھا

میں تھکا ہارا مسافر راہ سے بھٹکا ہوا
سامنے جنگل کا سنّاٹا تھا وقتِ شام تھا

خط پہ میرا نام ہی کافی تھا ملنے کے لیے
شہر بھر میں ایک ہی تھا شخص جو گم نام تھا

عمر بھر کی دوریاں تھیں درمیاں پھیلی ہوئی
گرچہ اس کا فاصلہ مجھ سے فقط دو گام تھا

اُس کے مُکھڑے پر دمکتا تھا کوئی رنگِ مُراد
میرے چہرے پر غُبارِ حسرتِ ناکام تھا

اک مدت سے پڑا ہے دوست وہ گھر بے چراغ
روشنی در روشنی ، جس کا کنارِ بام تھا

کس طرح اس کو دلاتا میں وفاؤں کا یقیں
جان کی بازی لگانا آخری اقدام تھا

یوں تو لوگوں میں بہت مقبول تھا لیکن کمالؔ
مہ وشوں میں اپنے اس پندار پر بدنام تھا

○

اے اہلِ جفا ہم تو وفا کرتے رہیں گے
گر پیار خطا ہے تو خطا کرتے رہیں گے

کُھل جائے درِ ناز ترا یا کہ رہے بند
ہم لوگ فقیرانہ صدا کرتے رہیں گے

آنسو کی اگر ہے کوئی قیمت ترے نزدیک
یہ قیمتِ اُلفت بھی ادا کرتے رہیں گے

تُو ہم سے گریزاں ہے گریزاں ہی سہی پر
ہم حُسنِ گریزاں کی ثنا کرتے رہیں گے

ہم نُور کی کرنوں کو بکھیریں گے ہر اک سمت
ہم پیرویٔ شمسِ حرا کرتے رہیں گے

دامن تو کُشادہ ہے ہمارا، وہ کہاں تک
یہ درد کی سوغات عطا کرتے رہیں گے

اِک تو ہی فقط باآغ سوالی تو نہیں ہے
اس در پہ کئی لوگ صدا کرتے رہیں گے

○

دنیا کے ہنگاموں میں گو دن کو تو کھو جاتے ہیں
شب بھر تیری فرقت میں ہم لیکن اشک بہاتے ہیں

جس کو دیکھا ٹھونک بجا کر، نکلا لوبھی مطلب کا
اب وہ لوگ کہاں جو یارو اوروں کے کام آتے ہیں

سارے عالم پر گویا اک مستی سی چھا جاتی ہے
رِند ترنگ میں آ کر اپنی کوئی غزل جب گاتے ہیں

ہم کو پاگل کہنے والو تم کو یہ معلوم نہیں
غم کی آگ میں جلنے والے لوگ امر ہو جاتے ہیں

ہم ہی سے ہے قائم یارو عظمتِ آدم، عظمتِ فن
درد کی سُولی پر چڑھ کر ہم وقت کے خم سلجھاتے ہیں

ذہن کی جھیل میں کھِل اٹھتے ہیں خوشبو کے شاداب کنول
تیری قُربت کے لمحے جو یاد کبھی آ جاتے ہیں

کس سے پوچھیں کون بتائے کس عالم میں ہے وہ کمالؔ
جس کی سندر یادوں سے ہر لحظہ جی بہلاتے ہیں

○

دیکھنا ہو تو اُسی کو خواب میں دیکھا کرو
بیٹھ کر اس کے تصوّر میں غزل لکھا کرو

اب لگے ہو باندھنے تم شعر میں بھی اس کا نام
اے مرے شاعر محبت کا نہ یوں چرچا کرو

دل کے ویرانے میں تنہائی کا یہ گہرا سکوت
ہاں تمنّاؤ کوئی اب حشر ہی برپا کرو

ہو گئے وہ قرب کے لمحے بھی اک خواب و خیال
دشتِ فُرقت میں اب اس کے واسطے تڑپا کرو

ہو نہ جائے مُندمل دل کا مرے گھاؤ کہیں
ہو سکے تو اور بھی اس زخم کو گہرا کرو

اب تو ان رُسوائیوں میں بھی مزا آنے لگا
میرے ارمانو مجھے کچھ اور بھی رسوا کرو

چھوڑ کر چکوال کی سندر فضاؤں کو کمالؔ
ہاں گوارا دوست اب جہلم میں ہی رہنا کرو

○

غمِ دوراں، غمِ جاناں، غمِ جاں ہوتا ہے
ایک اک لمحہ مجھے کوہِ گراں ہوتا ہے

کتنے جذبات مرے تشنۂ اظہار رہے
غم کہیں سارا بھی لفظوں میں بیاں ہوتا ہے؟

شبِ مہتاب کی آتش میں سلگ اٹھتا ہوں
میرے جلنے کا عجب وہ بھی سماں ہوتا ہے

تشنہ لب آیا تھا، پیاسا ہی چلا جاؤں گا
مجھ کو دریا پہ بھی صحرا کا گماں ہوتا ہے

میں بھی سقراط ہوں مجھ کو بھی تو زہراب ملے
مجھ سے بھی جُرم وہی اہلِ جہاں ہوتا ہے

کوئی نسخہ، کوئی مرہم، کوئی دارو لاؤ
درد پھر حد سے سوا چارہ گراں ہوتا ہے

جانے کیوں لوگوں کی آنکھوں میں کھٹکتا ہے کمالؔ
یہی احساس مرے دل پہ گراں ہوتا ہے

○

دل سے نکلے گا خیالِ رُخِ جاناں کیسے
راہ روکے گا مری یہ غمِ دوراں کیسے

اپنے شعروں میں قلم بند تو کر لوں لیکن
اس کو سنواؤں حدیثِ شبِ ہجراں کیسے

اب بھی حیران سا ہو کر میں کبھی سوچتا ہوں
کُھل گیا شوق سے مجھ پر درِ جاناں کیسے

شیشۂ حُسنِ مروّت ہے کہ ٹوٹا چاہے
اب نبھائے تو کوئی رشتۂ پیماں کیسے

مجھ سے گر اس کو نہیں کوئی تعلق تو ہوا
دیکھ کر مجھ کو پریشاں وہ پریشاں کیسے

اپنا خوں دے کر زمانے کو دِکھاتے ہیں کمالؔ
ہم بچاتے ہیں خزاؤں سے گلستاں کیسے

○

(مشرقی پاکستان کے نام)

یاس کی کُہر میں لپٹا ہوا چہرہ دیکھا
جسم کا ایک بگڑتا ہوا خاکہ دیکھا

اپنی صُورت بھی نہ پہچان سکی آنکھ مری
مدّتوں بعد جو میں نے کبھی شیشہ دیکھا

شہرِ پُر ہول میں اب کے یہ عجب منظر تھا
سگ کشادہ تھا مگر سنگ کو بستہ دیکھا

میں بھی گُم سُم تھا کوئی بات نہ کرنے پایا
اس کے ہونٹوں پہ بھی جیسے کوئی پہرا دیکھا

تیرا قُرب ایک تمنّا، سو تمنّا ہی رہی
حاصلِ عُمر یہی ہے ترا رستہ دیکھا

کیا عجب راکھ سے پیدا ہو کوئی قصرِ عظیم
ہم نے آتش میں بھی گلزار کا نقشہ دیکھا

میں ہی غمگین نہیں ترکِ تعلق پہ کمالؔ
وہ بھی ناشاد تھا اس کو بھی فسردہ دیکھا

نذرِ اقبال

محبت کی پھر ابتدا چاہتا ہوں
''مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں''

میں رنگوں کا شیدا میں خوشبو کا رسیا
چمن چاہتا ہوں صبا چاہتا ہوں

مری پیاس چھینٹوں سے کب بجھ سکے گی
میں صحرا ہوں دریا پیا چاہتا ہوں

مُسافر کو جو جادہ پیما بنائے
سحر دم وہ بانگِ درا چاہتا ہوں

ہر اک شادماں ہو ہر اک بے خطر ہو
میں ایسی چمن میں فضا چاہتا ہوں

میں تیرا تُو میرا مگر اس کے باوصف
تشخص میں اپنا جدا چاہتا ہوں

جو خُفتہ دلوں کو بھی بیدار کر دے
کمالؔ ایسی کوئی نوا چاہتا ہوں

○

کب تلک الفاظ کا رشتہ صدا سے جوڑتے
ہم کہاں تک اس طلسمِ خامشی کو توڑتے

میں تو اٹھ آیا تھا محفل سے تمھاری دوستو
کاش تم ہی راستے سے مجھ کو واپس موڑتے

اِک نہ اِک دن گر ہی جائے گی اندھیرے کی فصیل
یُوں ہی دیوانے اگر اس سے رہے سر پھوڑتے

گھونٹ ڈالا ہے خود اپنی ہر تمنّا کا گلا
کب تلک موہوم اُمیدوں سے رشتہ جوڑتے

بات کیا کی تم سے محفل میں قیامت آ گئی
دیر تک سب لوگ آپس میں رہے سر جوڑتے

غم گُساری سے تو غم کچھ اور گہرا ہو گیا
اس سے بہتر تھا کہ مجھ کو آپ تنہا چھوڑتے

زندگی کے قید خانے کی سزا بھی خوب ہے
ایک مدّت ہو گئی ہے باغؔ پتھر توڑتے

○

اُس کے ہاتھوں کی مہک بھی جنبشِ در میں نہیں
اب کوئی کیفیتِ صہبا مرے گھر میں نہیں

راس آئی ہے مجھے کس درجہ یہ غم کی فضا
کون سی تصویرِ غم اب دیدۂ تر میں نہیں

اس طرح حالات کی گردش ہوئی میرا نصیب
زندگی کی رونقیں جیسے مقدّر میں نہیں

کس نے چھیڑا ہے کوئی تارِ رُبابِ آرزو
کون سی ہے موج جو دل کے سمندر میں نہیں

گامزن اس راہ پر ہوں میں جنوں کے فیض سے
حوصلہ جس راہ پر چلنے کا رہبر میں نہیں

ہم کہے جائیں گے اپنا حالِ دل اس سے کمالؔ
گو پذیرائی کی خُو بھی اس ستم گر میں نہیں

○

خشک زمیں کا ذرّہ ذرّہ بوند بوند کو ترسے گا
جُھومتا جھامتا کالا بادل دریاؤں پر برسے گا

اندھیارے کا اندھا سورج کتنا ہی کالا رنگ بھرے
ظلمت کی اس تہہ کے نیچے سانجھ سویرا جھلکے گا

مہجوری کی دوری یارو قُربت میں ڈھل جائے گی
آپ ہی آپ زمانہ اِک دن ایسی کروٹ بدلے گا

آؤ یارو! خود ہی ہم اب نُور کا اک مینار بنیں
کب تک بھول بھلیوں میں یہ قافلہ یوں ہی بھٹکے گا

پلکوں کا یہ بند باندھ کر کب تک اس کو روکو گے
''دِل دریا سمندروں ڈونگھا'' ہولے ہولے اترے گا

تیرے ذکر پہ میرے دل میں مدّ و جزر کا نقشہ ہے
میرے نام پہ تیرا دل بھی جانِ جاناں دھڑکے گا

ہمّت صبر کی لیپا پوتی کب تک آخر ہو گی کمالؔ
دل ہے یہ اک کچّا کوٹھا ایک نہ اک دن ٹپکے گا

○

کوئی بادل نہ تھا آنکھوں میں یارو، کٹ گئی تھی رات
سحر کے وقت اشکوں کی نہ جانے، کیوں لگی برسات

مسّرت کے بجیں باجے ، محبت کی اڑیں تانیں
مُراد آباد دل میں کاش ! اُترے بھی کوئی بارات

کوئی عشوہ ، کوئی غمزہ ، ادا کوئی ، کوئی جلوہ
تمھارے حُسن کی ہم کو بھی مل جائے کوئی خیرات

ترے کیا کیا کرم ہیں باغباں ، اہلِ گلستاں پر
اسیری ہے ترا تحفہ، زباں بندی تری سوغات

مسلسل اشک بہنے دو محبت کا تقاضا ہے
مرے محبوب نے بھیجی ہے آنکھو، درد کی سوغات

مری لَے کی نشاط انگیزیوں پر جھومنے والو
دلِ غمگیں کے نالے ہیں، فغاں ہیں یہ مرے نغمات

تمنّاؤں کا گُلدستہ، نہ ارماں کا کوئی چھلّا
کمالؔ اس بارگاہِ حُسن سے لوٹے ہیں خالی ہات

○

دل کا چشمہ پھُوٹ نکلے ، آنکھ بھی تر ہو نہ ہو
اس خزانے سے برآمد کوئی گوہر ہو نہ ہو

میرے دل میں بھی کِھلا ہے اِک گلابِ آرزُو
اس کی خوشبو سے تری جاں بھی مُعطّر ہو نہ ہو

آنسوؤں کی اوس سے رُخسار کے گل پہ نکھار
اِتنا دل کش، اِتنا عمدہ، کوئی منظر ہو نہ ہو

کس طرح صحرائے غم کو اب کریں شاداب ہم
آنکھ کا دریا میسر، دل سمندر ہو نہ ہو

تیرا غم اک دولتِ بیدار ہے میرے لیے
پاس میرے کوئی دولت اس سے بڑھ کر ہو نہ ہو

ہم چلے جائیں گے اس راہِ محبت پر کمالؔ
اِس سفر میں ساتھ اپنے کوئی رہبر ہو نہ ہو

○

دیکھیئے کیا کیا دکھاتی ہے مری قسمت مجھے
مُضطرب رکھتی ہے پھر اک شوخ کی چاہت مجھے

یہ بھی ہے احسان تیرا، مل گئی جس کے طفیل
زندگی کرنے کی خواہش، درد کی دولت مجھے

ہو گیا ہے دِل کچھ اس انداز سے مانوسِ غم
غم کی تپتی دھوپ میں ہے چھاؤں کی راحت مجھے

تیری یادوں کی حسیں محفل سجا لیتا ہوں میں
جب غمِ دوراں سے ملتی ہے کبھی فُرصت مجھے

شب کو اکثر ساتھ اپنے لے کے چلتی ہے کمالؔ
اِک شبستانِ تصوّر میں مِری اُلفت مجھے

○

کل شب وہ مُدّعائے نظر میرے پاس تھا
پھر بھی نہ جانے میرا جہاں کیوں اُداس تھا

بیتے ہے ایسے طور سے کچھ اپنی زندگی
غم ہی مرے وجود کی جیسے اساس تھا

اتنے بھرے جہاں میں کیا تیرا انتخاب
حیراں ہوں دل بھی کیا مرا مردم شناس تھا

شرمِ برہنگی کا بھی آتا کسے خیال
جو شخص بھی یہاں تھا دریدہ لباس تھا

دشتِ شبِ حیات میں چھایا ہوا کمالؔ
مایوسیوں کے ساتھ بلا کا ہراس تھا

○

دل غم زدہ، افسردہ، پریشان ہے جاناں
ہاتھوں میں ترے جینے کا سامان ہے جاناں

روتی ہیں بہت یوُں تو تری یاد میں آنکھیں
رونے کا ترے سامنے ارمان ہے جاناں

ہے دل میں ترے میری محبت جو فروزاں
یہ تیری نوازش، ترا احسان ہے جاناں

آنکھیں یہ مری کیوں نہ تفاخر سے ہوں لبریز
میں آن ہوں تیری تو مری شان ہے جاناں

ہے تیری عنایت ہی مری زیست کا حاصل
ہاں تیری محبت مرا ایمان ہے جاناں

○

پھر کوئی یاد مرے ذہن میں در آئی ہے
بھُولی بسری ہوئی تحریر اُبھر آئی ہے

دوستو! تم مِرے اِس غم کو بھلا کیا جانو
مجھ کو تو گھر میں بھی غُربت ہی نظر آئی ہے

آج پھر بزمِ تمنّا سے دیارِ دل میں
آس آئی ہے مگر خاک بسر آئی ہے

جانے کس سوچ پہ یہ آج بھری محفل میں
ہنستے ہنستے ہی مری آنکھ بھی بھر آئی ہے

غم کا دریا تو ابھی راہ میں حائل ہے کمالؔ
منزلِ شوق سے کب زیست گزر آئی ہے

○

جانے کیوں سوچ کی راہوں پہ نکل آیا ہوں
منزلِ زیست کے اندیشوں سے گھبرایا ہوں

تُو کہ آکاش پہ بڑھتا ہوا اِک سُورج ہے
میں کہ دوپہر کا ڈھلتا ہوا اِک سایہ ہوں

کب تلک تیری توجّہ کا گدا مانگوں گا
خط تجھے بھیج کے اے دوست میں پچھتایا ہوں

اِمتحاں اور بھی لے لو میرا بے شک یارو
ظرف قَسّامِ ازل سے میں بڑا لایا ہوں

جانے کیا سوچ کے اس کے درِ دولت سے کمالؔ
سر جُھکائے ہوئے ہولے سے پلٹ آیا ہوں

○

اس کے جلوؤں کی جھلک تھی کہ دکھائی نہ گئی
ایک دیوار تھی رستے میں، گرائی نہ گئی

اُس کے پیکر کے خدوخال تراشے نہ گئے
ایک مُورت بھی مرے فن سے بنائی نہ گئی

اب بھی چاہے ہے زمانہ کہ تماشا ہو کوئی
ہم سے ہی رِیت صلیبوں کی نبھائی نہ گئی

یہ بھی نیرنگیٔ دوراں کا کرشمہ دیکھا
مل گیا تخت مگر خوئے گدائی نہ گئی

آرزُو اپنی رہی تشنۂ اظہار کمالؔ
داستانِ دلِ بیتاب سنائی نہ گئی

O

ان گنت ارماں مچلتے رہ گئے
ہم کفِ افسوس ملتے رہ گئے

بس گئی یادوں کی خوشبو ذہن میں
نقشِ پا نظروں میں جلتے رہ گئے

تیری اِک بے اعتنائی کے سبب
وقت کے دھارے بدلتے رہ گئے

داغ دل کا اور بھی گہرا ہوا
آنکھ سے آنسو اُبلتے رہ گئے

ہو گئی ظلمت مقدّر پھر کمالؔ
اور ہم قسمت بدلتے رہ گئے

○

عشق دھوکا تھا، نہ سمجھے، کھا گئے
ہم فریبِ آرزُو میں آ گئے

ایک مہ وش کے تصوّر کے طفیل
تیرگی سے روشنی میں آ گئے

زندگی میں اس قدر محرومیاں
آخرش ہم دوستو! گھبرا گئے

سن کے اُس کی آنکھ پُرنم ہو گئی
داد ہم اپنی غزل کی پا گئے

بزم میں آئے مگر کچھ یوں کمالؔ
تیز نشے کی طرح وہ چھا گئے

○

میں اور میرے سامنے وہ شوخ و شنگ تھا
اس وقت اپنے اوج پہ محفل کا رنگ تھا

پی لی تھی اس کی آنکھ سے جیسے کوئی شراب
نشّے میں چُور چُور مرا انگ انگ تھا

چہروں پہ دوستی کا ملمع کیے تھے لوگ
لیکن دلوں میں ان کے کدورت کا زنگ تھا

تنہائیوں کے حبس میں دم اس طرح گھٹا
میرا وجود جیسے کہیں زیرِ سنگ تھا

نَس نَس میں جس کے پیار کی خُوشبو بسی کمالؔ
دل میں غضب کا اس کے اُترنے کا ڈھنگ تھا

مُندمل ہونے لگے تھے زخم دل کے پھر چھلے
ہاں محبت تیری برکت سے نئے تحفے ملے

چلچلاتی دُھوپ، میں اور دشتِ فُرقت سامنے
یہ کہاں قسمت کہ تیرے جسم کا سایہ ملے

دِل کے ویرانے میں یُوں چٹکی ہے تیری آرزو
دُور صحرا میں کہیں جیسے کوئی غنچہ کھِلے

رُوبرو تیرے حدیثِ غم بیاں کیسے کروں
تُو جو مجھ کو مل گیا تو دُھل گئے سارے گلے

باغؔ صاحب زندگی میں نارمل بن جایئے
زُلف کچھ سُلجھے تو کچھ چاک گریباں بھی سِلے

○

یُوں مرے سینے میں ہے شوقِ وصال آوارہ
جیسے ہو صبح کہیں بادِ شمال آوارہ

کَرب کے دشت میں بھٹکا رہا شب دیر تلک
غم کی وادی میں رہا دن کو خیال آوارہ

یہ تصوّر کا ہے اعجاز کہ ہے ہم نفسو
دل کے گُل زار میں وہ زُہرہ جمال آوارہ

میں تیرے کھوج میں اس طَور سے سرگرداں ہوں
جیسے صحراؤں میں ہو کوئی غزال آوارہ

پھُول پتّھر کے نہ برسے بڑی حیرانی ہے
پھر ترے شہر میں پھرتا ہے کمالؔ آوارہ

○

آنکھوں میں رکھ لیے ہیں تری رہگذر کے پھُول
آ دیکھ ایک بار مِری چشمِ تر کے پھُول

حدِّ نظر میں ہیں شبِ ہجراں کے خار زار
ہم غم نصیب لائیں کہاں سے سحر کے پھُول

دیکھا تجھے تو دل میں گلستاں مہک اٹھے
چاروں طرف بکھر گئے حُسنِ نظر کے پھُول

تیری فرودگاہ پہ جنّت بھی ہو نثار
شرمائیں کہکشاں کو تری رہگذر کے پھُول

حاصل ہوا ہے شوق کو تیرے سبب کمالؔ
روشن ہیں تیری تاب سے میرے جِگر کے پھُول

○

اشک ٹپکے ہیں مِرے خُونِ جگر کی صورت
زخم مہکے ہیں مرے غنچۂ تر کی صورت

صفحۂ یاس پہ اُبھرا کوئی امید کا نقش
ظلمتِ شب میں کہیں رنگِ سحر کی صُورت

مُجھ کو ہر پھُول میں آتا ہے نظر تیرا جمال
یہ بھی شاید ہے کوئی حسنِ نظر کی صُورت

حوصلہ دیتی رہی ہے کسی اُمید کی ضو
رہروِ خستہ کو شاداب شجر کی صُورت

رشکِ گُلزار بنا اُس کے تصوّر سے کمالؔ
دل کہ ویران تھا اُجڑے ہوئے گھر کی صُورت

○

زندگی کرنے کا کوئی تو سہارا ہوتا
تُو نہ گر ہوتا کوئی اور ہمارا ہوتا

دیکھتا حال ہمارا بھی تو اے ربِّ کریم
عرش سے نیچے ذرا پاؤں اُتارا ہوتا

رُوپ بہرُوپ کئی دیکھے ہیں تیرے ہم نے
روپ اک غیر کا اے دوست نہ دھارا ہوتا

سنگ مارے مجھے لوگوں نے کوئی بات نہیں
پھُول تو نے مگر اے دوست نہ مارا ہوتا

مدّتوں زخم کو چاٹیں گی کئی نسلیں کمالؔ
کاش! بھائی کو نہ یُوں بھائی نے مارا ہوتا

○

راستہ گھر کا ترے میں بھی بھُلا دوں گا کبھی
تُجھ کو اس جرمِ تغافل کی سزا دوں گا کبھی

ہاں کہیں آئے میسّر جو مُجھے رنگ تمام
تیری نادر سی میں تصویر بنا دوں گا کبھی

کس طرح دام میں آیا وہ غزالِ رعنا
ہوا مقدور تو قصّہ یہ سنا دوں گا کبھی

تیرے سینے میں جو مدّت سے پڑے سوتے ہیں
انہی جذبات کو اے دوست جگا دوں گا کبھی

جلوۂ دوست میسّر مجھے آئے گا کمالؔ
سر سلامت ہے تو دیوار گرا دوں گا کبھی

○

خیالوں کی دنیا بسانے لگے
فریبِ کرم پھر سے کھانے لگے

بڑی سادگی سے ہم اک ایک کو
چھُپا بھید دل کا بتانے لگے

تمہیں زندگی کا سہارا بنے
تمہیں ہم سے نظریں چُرانے لگے

تری راحتیں ہوں مُبارک تجھے
مرے غم مرا دل لُبھانے لگے

کمالؔ آج پھر اک نئے شوق سے
اسے پیار اپنا جتانے لگے

O

اس دل کے اضطراب میں شاید کمی رہی
پہلی سی شوق میں نہ وہ دیوانگی رہی

جلتے رہیں یہ داغ مرے دل کے دوستو
جن کے طفیل رات کو بھی روشنی رہی

ملتے ہیں ہم سے یوں کہ نہ تھے گویا آشنا
وہ لوگ جن سے مدّتوں وابستگی رہی

تیرے بغیر کچھ بھی تو رونق نہ تھی ندیم
کہنے کو گرچہ زیست کی محفل جمی رہی

تیرے قریب رہ کے بھی میں دور ہی رہا
پی کر شرابِ دید بھی کچھ تشنگی رہی

میری تو جیسے کوئی تمنّا نہ تھی کمالؔ
دل میں ہی ایک بات تھی جس کی کمی رہی

○

تو شوخ ہے چنچل ہے طرح دار ہے جاناں
سچ یہ ہے کہ تو حُسن کا شہکار ہے جاناں

میں اور مرے سامنے اک دشتِ تمنّا
اس دشت میں تُو سایۂ دیوار ہے جاناں

سو رنگ سے تُو دل میں مرے جلوہ کناں ہے
تُو موجِ مئے ناب ہے ، گلزار ہے جاناں

ہاں قوسِ قزح بن کے مرے سامنے لہرا
آنکھوں کو مری حسرتِ دیدار ہے جاناں

ہے پچھلا پہر شب کا مگر تجھ کو خبر ہے
اِک شخص تری یاد میں بیدار ہے جاناں

○

کچھ خُوں چکاں حُروف مری داستاں کے ہیں
کچھ درد ناک سلسلے طرزِ بیاں کے ہیں

آؤ ہمارا ساتھ دو اے ساکنانِ ارض
ہم لوگ بھی ستائے ہوئے آسماں کے ہیں

پھر آس کی ضیا سے ہے روشن رُخِ حیات
پھر حوصلے بُلند دلِ ناتواں کے ہیں

جلتی ہے شمعِ زیست بہر طور دوستو
گرچہ بگُولے تُند غمِ بے کراں کے ہیں

آس کا سورج جب ڈوبے گا
پلکوں پر تارا چمکے گا

تیرا غم ہے جیسے سایہ
ہر دم میرے ساتھ چلے گا

دُھل کر اشکوں کے پانی سے
اور بھی میرا غم نکھرے گا

یارو! کیسا منظر ہو گا
باغؔ جو کعبے سے لپٹے گا

رات بھر دل میں تری آس کے تارے چمکے
کارواں درد کے رُخصت ہوئے تڑکے تڑکے

میں نے چھانا ہے تری راہوں کو ایسے ہمدم
جیسے تاریکیء شب میں کوئی راہی بھٹکے

دِل نے جس سمت بھی دیکھا کوئی جُھلسا چہرہ
میرے احساس کے جھونکے اُسی جانب لپکے

یُوں بھی مہکی ہے مرے دل میں تیری یاد اکثر
جیسے پَت جھڑ میں کہیں کوئی شگوفہ چٹکے

ایک مدّت نام جن کا ہو گئی گردانتے
اب وہی ہیں لوگ جو ہم کو نہیں پہچانتے

آپ منواتے رہے ہیں آج تک اپنا کہا
بات اک تو آپ بھی اِک دن ہماری مانتے

آؤ اب تبلیغِ الفت کا کریں ہم اہتمام
لوگ اکثر برکتیں اس کی نہیں ہیں جانتے

جانے کن پہنائیوں میں کھو گیا آہو کمالؔ
اب تو عاجز آگئے ہیں خاک بھی ہم چھانتے

○

اوجھل مری آنکھوں سے کہاں ہو گئے احباب
حالات کے جنگل میں کہیں کھو گئے احباب

ہے وقت کہ ہوں غلغلہ انداز چمن میں
افسوس کہ اس وقت ہی چُپ ہو گئے احباب

کس عزم سے جاگا کیئے ، آنکھوں میں کٹی شب
آئی جو سحر خیر سے ، سب سو گئے احباب

چاہا تھا مری موت پہ غم ہو نہ کوئی آنکھ
میّت پہ مری آج بہت رو گئے احباب

خوش فہمیوں کے قصر میں آئے ہیں زلزلے
طے ہو سکیں گے کیسے یہ دُشوار مرحلے

محرومیوں کو دیکھ کر آتا ہے یہ خیال
اب دِل کے خُون سے نہ کوئی آرزُو پلے

اپنا لہو اُچھال دیں یارو بنامِ صبح
سر سے کسی طرح تو یہ کالی بَلا ٹلے

اب تو کمالؔ سانس بھی لینا محال ہے
میں دب کے رہ گیا ہوں کسی بوجھ کے تلے

○

بغیر از غیرتِ حسنِ بہاراں
دگر گوں است رنگِ بزمِ یاراں

نگیرد جائے رازے در دلِ شاں
چہ گویم حالِ دل باراز داراں

ببازارم نیابی جُز مرّوت
دلم سوزد بدردِ دوستداراں

بدردِ یار ایشاں نیم بِسمل
چہ گُفتی ناصحا! با بے قراراں

فضائے آسمانِ شعرِ رنگیں
بخونِ آرزوئے دلفگاراں

فراقِ یار بر طبعم گراں شُد
تمنائے ملاقاتش جواں شُد

بُتے کہ بُود برما لطف فرما
عجب است گرزما اوبد گماں شُد

جہانِ عشق را صد مرحبا است
کسے کو عشق درزد جاوداں شُد

چُوں رفتم از درونِ بزم یاراں
کمالؔ من بروئے شاں عیاں شُد

○

ملنے کی خوشی جیسے اُدھوری سی ہے لگتی
تم تو مجھے ملتے بھی بچھڑنے کے لیے ہو

○

ہمّت کو مری دے نہ یوں الزام مرے دوست
حالات ہی ایسے تھے مُسافت نہ ہوئی طے

منظومات

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
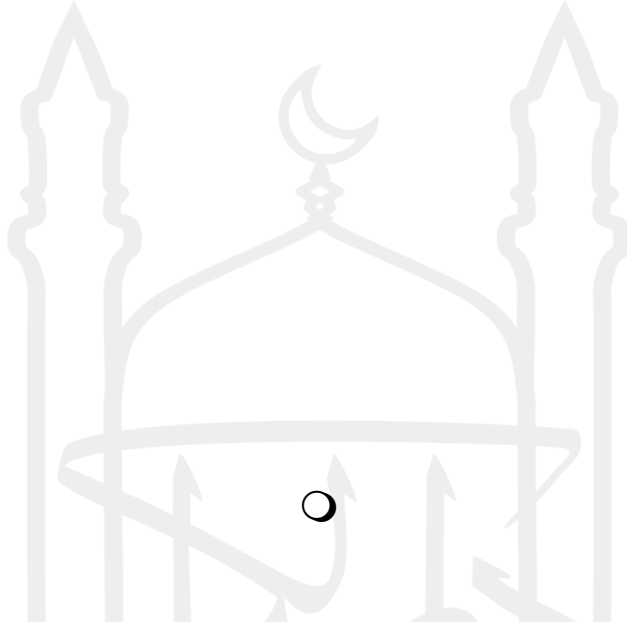
www.darulkamal.com

آؤ یارو! خود ہی ہم اب نُور کا اک مینار بنیں
کب تک بھول بھلیوں میں یہ قافلہ یُوں ہی بھٹکے گا

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

گلہائے تحسین

(پاک فوج کے نام)

السّلام اے قوم کی آنکھوں کے تارو السّلام
گُلستانِ مُلک کی تازہ بہارو السّلام
ملّتِ بیضا کے مستحکم حصارو السّلام
السّلام اے بامراد و کامگارو السّلام

مرحبا ظُلمت میں حق کے اے اُجالو مرحبا
بے نظیر و لاجوابو بے مثالو مرحبا
قوم کے بانکو سجیلو اے جیالو مرحبا
مرحبا اے پاک طینت خوش خِصالو مرحبا

خُوش رہو تیغ آزما آتش بجانو خوش رہو
شُعلہ دم ، شاہیں صفت اے نوجوانو خوش رہو
رزم گاہوں میں عُدو پر تازیانو خوش رہو
خوش رہو اے پاک بازو پاسبانو خوش رہو

سرفروشو، باکمالو، دل نوازو زندہ باد
عصرِ حاضر کے مرے تاریخ سازو زندہ باد

پیغام

محبت کس کی دل میں جاگزیں ہے
لکھا ہے اس پہ جس کا نام پڑھ لے
زباں سے کیا ضروری ہے سنانا
مری آنکھوں میں ہے پیغام پڑھ لے

سوال

پوچھتے ہیں وہ دل کے داغ کی بات
تیرگی میں ہو کیا چراغ کی بات
کوئی بتلائے کیا بھلا مانیں
دل کا فرمان یا دماغ کی بات

فنکار

میں ہوں اک فنکار
میری دولت میرا قلم ہے اوروں کا غم میرا غم ہے
میرے پاس نہیں پاؤ گے پیسے کی جھنکار ! !
میں ہوں اک فنکار

فن کی راہ پہ چلنا ہے تو غم کی آگ میں جلنا ہے تو
میری الفت کا دم بھر لے کر لے مجھ سے پیار
میں ہوں اک فنکار

رُودادِ وطن

ابنِ قاسم کی شجاعت، غزنوی کی تمکنت
ایبک و بلبن کی عزّ و جاہ کے جلوے حسیں
بابری حشمت کا پرچم، اکبری شوکت کا تاج
یاد کر کے رو رہی تھی اس چمن کی سرزمیں

جعفر و صادق نہ ہوتے کاش پیدا قوم میں
آہ! وہ غدّار جو ملّت کے دامن پر ہیں داغ
ان کی اک مذموم خواہش کی ہوا سے بجھ گیا
عظمتِ مسلم کا تھا صدیوں سے جو روشن چراغ

طوقِ صد سالہ غلامی کا گلے میں پڑ گیا
ترکِ شمشیر و سناں کے جرم کی پاداش میں
جذبہ و احساسِ آزادی سے عاری ہو گیا
مردِ مسلم کھو گیا چنگ و رباب و تاش میں

ہوش پھر آیا مسلمانوں کو اپنے آپ کا
قوتِ جوشِ عمل سے آگئے میدان میں
ایک دُنیا نے بصد حیرت یہ دیکھا انقلاب
ارضِ ہندوستاں کو بدلا ارضِ پاکستان میں

بابائے ملّت کے حضور

اے کہ تیرے عزم سے کوہِ مصائب چور چور
کر گیا تیرا تدبر، ظلمتوں کو نُور نُور

بے نظیر اسلوب تیرا، دلنشیں تیرا اصول
دیدنی تھا تیری عظمت تیری شوکت کا ظہور

جانفزا تیری قیادت،نُطق تیرا دلنواز
کیف زا تیری ادا، تیری نوا وجہِ سُرور

ارض پاکستاں، رہے گی تجھ پہ نازاں تا ابد
ہاں ! رہے گا نامِ نامی تیرا تاباں تا ابد

شانِ وطن

بھارت بزدل کالا چور
دیکھ چُکا ہے اپنا زور
قدم قدم پر منہ کی کھا کر
کرتا ہے اب غوغا شور

بھارت ماتا کے یہ لال
جی داری کا ان میں کال
ماریں گے کیا تیر بچارے
جنگ جنہیں ہے ایک وبال

یہ ہیں راون، ارجن سارے
خشک ہوا ہے ڈر کے مارے
جن کے جسم سے ہر ہر قطرہ
خوں کا، لڑیں وہ کیا بیچارے

بن گئے دشمن کا سب مدفن
چھمب، چونڈہ، کھیم کا دامن
ان میدانوں میں بڑھتی ہے
قوم کی عظمت، شانِ وطن

آئینۂ جذبات

ان کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ
کتنی ہے بے جوڑ سی بات

بن کر آنسو بہہ نکلے
میری آنکھوں سے جذبات

دل ہے اپنا تاج محل
اس کی عظمت کی کیا بات

وہ دلشاد اور ہم ناشاد
اپنے اپنے ہیں حالات

فصلِ گُل میں بھی دیکھے
روش روش پر سُوکھے پات
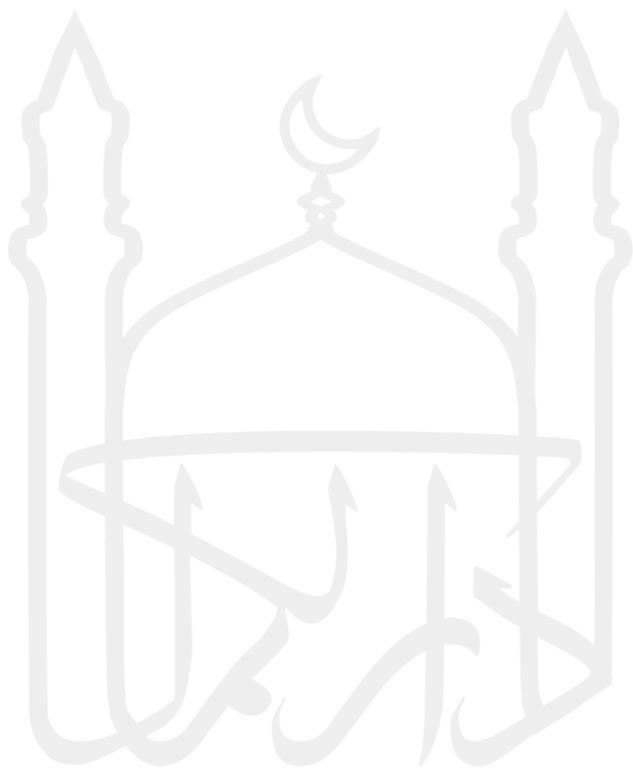
سِکدیاں روحاں

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

''سِکدیاں روحاں'' کی اشاعتیں:

اشاعت اوّل : 1990ء

اشاعت دوم : 1994ء

اشاعت سوم : 2000ء

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

انتساب

سکدیاں روحاں ، پیار کہانی ، درداں بھری چنھاں
اک دو دا ای ناں کیہہ لینا سبھ سجناں دے ناں

جیویں انگلی دے وچ چھلا

یا جوں مسجد وچ مصلا

یا جوں صوفی دے ہتھ تسبی

یا جوں گوری بانہہ وچ ونگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ

سرنانویں

☆ نظماں — ۱۴۹

موہاڑھ

کوئی نیویارک تے لاہور دا واسی ہووے یا افریقہ دے جنگل تے پنجاب دی کسے دور دراڈی ڈھوک دا وسنیک' پڑھیا لکھیا ہووے یا چٹا ان پڑھ' بنیادی انسانی جذبیاں' احساساں تے سوچاں دا موہاندرا اکو جیہا' پر انہاں دے بیان دا چج تے ڈھنگ ہر کسی دا اپنا تے نویکلا ہوندا اے گل کرن دی ایہہ سچجڑی اٹکل تے رنگ ای شاعری اکھواندا اے۔

میں کوئی نویں گل تے نئیں کیتی پر فیروی شیت میرے شعر دے شیشے وچ تہانوں اپنے دل دی کسے واردات' جذبے تے احساس دا عکس نظر آ جاوے رہی ایہہ گل جے میرا گل کرن دا رنگ ڈھنگ من بھاناہے یا نئیں سو گذارش اے کہ

ڈدھ کر پیناں ساڈیاں ہتھاں دا پانی نیں

باغ حسین کمال

کمال دی شاعری

پاکستانی پنجاب دا ضلع چکوال ہزاراں ورھے پرانی تہذیب تے پنجابی زبان دی وڈی شعری ریت دا وارث اے۔ ایس خطے نے جتھے ان گنت من موہنے لوک گیت پنجابی لوک ریت دی جھولی پائے اوتھے پرانے سمے وچ مرکزی پنجابی شعری ریت نوں شاہ مراد تے شاہ شرف ورگے سوہنے تے سچے شاعر وی دتے تے اجو کے سمے وچ وی کئی نویں تے نکھرویں شاعر پیدا کیتے۔ ایہناں ای نویں تے نکھرویں شاعراں وچوں اک کمال دے شاعر باغ حسین کمال نیں۔

باغ حسین کمال ضلع چکوال دے مرکزی علاقہ دھن یا دھنی دے رہن آلے نیں، اوہناں ویہویں صدی عیسوی دے چھیویں دہاکے دے اخیر لے ورھیاں وچ جس شعری ماحول وچ شاعری شروع کیتی اوہدے وچ اک تے آپنے لوک گیت رچے بسے سن، دوجا صوفیانہ شاعری دا گوہڑا اثر لگا آ رہیا سی، تریجا حکومتی پابندیاں دے باوجود ترقی پسندی نویں ذہناں نوں متاثر کر رہی سی۔ باغ حسین کمال نے ایہناں تناں توں گھٹ ودھ اثر لیند یاں ہویاں اپنی شاعری وچ سرورتی تے اکھیں ڈٹھی نوں سچیائی تے سوہپن نال پیش کرن دی راہ چنی۔ تے بہوں چھیتی اوہ آپنی خاص تخلیقی ٹور نال پچھانے جان لگ پئے۔

باغ حسین کمال دی شاعری موضوعاتی تے تمثالی تے، صنفی کھلار دی شاعری اے۔ اوہناں دا اک خاص موضوع مجازی تے حقیقی عشق دے ذاتی تجربے تے ایس تجربے نال آون آلے اندرلے باہرلے دکھاں سکھاں دا اظہار اے۔ ویلے نے اوہناں نوں دکھ بہتے تے سکھ تھوڑے دتے نیں، پر ایہدے باوجود اوہ بڑے جگرے تے عاشقانہ سرمستی نال اپنا پندھ ماری جاندے نیں، ایہہ عاشقانہ سرمستی اوہناں دی حقیقی عشق دی شاعری وچ بہتے زور نال آئی اے۔ جیویں

چتنا کریے ہر دم شالا

رس نہ جاوے ماہی

جپ کمالا نام اللہ دا

بن عرشاں دا راہی

باغ حسین کمال نے مجازی تے حقیقی عشق توں وکھ ذاتی، سماجی تے قومی جیون دیاں اوکھتاں نوں وی بڑی دردمندی نال آپنی شاعری دا موضوع بنایا اے تے اوہ آپنی ذات دے نال نال آپنے دیس دے سماجی تے قومی جیون نوں وی اندروں باہروں ستھرا تے سوکھا کرن تے ویکھن دیاں سوچاں تے سدھراں دا اظہار کردے نیں تے ایہناں سوچاں تے سدھراں وچ نویں سرت رلی ملی اے۔

متھے رگڑے لیکاں کڈھیاں
ہویاں معاف خطائیں
نھیرا نٹھا تے پوہ پھٹی
کرم کیتا رب سائیں
پر ایہہ دیہنہ دا چانن مویا
نھیرے توں ودھ ہویا
میری فجر تے بن گئی سیو
سو خوشیاں ۔ اک غمی

باغ حسین کمال دی شاعری دا اک ہور موضوع فطرت دیاں شیواں نیں، ایہناں شیواں نال اوہناں دا رشتہ جمالیاتی ہون نال نال تہذیبی وی اے۔ اوہناں دیاں لوک رنگ آلیاں گیت نما نظماں وچ فطرت نال ایہہ رشتہ اگھڑ کے ساہمنے آوندا اے، آپنی علاقائی فطرت تے تہذیب نال اوہناں دے پیار وچ کسے دوجے علاقے دی نندیا دار لانہیں۔

باغ حسین کمال نے آپنی شاعری وچ مرکزی پنجابی شعری ریت نال جڑ کے رہندیاں ہوئیاں دھنی پنجابی لوک ریت، لوک گیتاں، لفظاں تے تمثالاں دا رنگ بڑے سبھا نال رلایا اے۔

جس پاروں اوہدے وچ کھلار آیا اے نالے اوہناں آپنی نویں پرانی رہتل وچوں پھٹیاں ہویاں نویاں پرانیاں تشبیہاتی تے استعاراتی تمثالاں فنی پکیرے پن نال لیاندیاں نیں۔

باغ حسین کمال نے ونو ون صنفاں تے بحراں ورتیاں نیں جیویں کافیاں، کئی بحراں دیاں قافیہ دار نظماں، آزاد نظماں تے غزلاں۔ کافیاں دی تعداد بھانویں گھٹ اے پر ہر کافی اندر لہہ جان آلی اے تے جتھاں نظماں وچ کافی دا کوئی نہ کوئی انگ موجود اے اوہ وی بہتا متاثر کرن آلیاں نیں۔

لوک رنگ آلیاں گیت نماں نظماں تے اوہناں ولوں دھنی دی اچھی سوغات نیں۔

باغ حسین کمال دیاں غزلاں آپنے موضوعاتی کھلار، زور دار تشبیہاتی تے استعاراتی تمثالاں تے فنی پکیرے پن تے سوہپن پاروں پہلاں وی بہوں سلاہیاں گیئاں نیں تے اگوں وی ہمیش سلاہیاں جاندیاں رہن گیئاں۔ اوہ پنجابی غزل دے اک اچے نویں شاعر نیں۔

باغ حسین کمال دی نویں سرت وچ گھلی ملی درد بھری فقیرانہ لے آپنا سبھ توں وکھرا تے بھرواں اثر رکھدی اے، جس نوں کوئی سنن آلا کدے وی نئیں بھلا سکدا۔

یوسف حسن

راولپنڈی

عقیدت

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

اپنا آپ پچھانن والا

سدھا رستہ نپاں

باغ کمالا! نام اللہ دا

دم دم دے وچ جپاں

اللہ جل جلالہٗ

ہکا ذات اے ذات صفاتوں ہکا ہک ہکلّا ------ اللہ

ہکا ذات اے جس وِچ پاوے ہور نہ کوئی رلاّ ------ اللہ

ہکا ذات اے جس دے ذکروں دل نوں ہوگ تسلاّ ------ اللہ

ہکا ذات ہے جس دے نوروں ہر شے نور تجلّٰی ------ اللہ

ہکا ذات ہے جس دی نظروں دسدا اے عرش معلیٰ ------ اللہ

ہکا ذات اے جس دے کرموں ہووے کم سولاّ ------ اللہ

ہکا ذات ہے جس دے فضلوں دونہیں جہانیں بھلاّ ------ اللہ

ہکا ذات اے جس دی حُبّوں دل وچ پئے تھرتھلاّ ------ اللہ

ہکا ذات ہے جس دانپّے پکا پیڈا پلاّ ------ اللہ

باغ کمالاؔ! جُپ ہر ویلے بن نہ اڑیا جھلاّ ------ اللہ

ذکر

چونہاں پاسے کھنڈ دیاں جاپن
لوواں تے خشبوواں
ساہ دی تندوچ جد وی تیرے
نام دے پھُل پرو واں

اللہ کریم جل جلالہ

الفوں اس دا ناںنواں
جثہ نہ پرچھانواں
ہر جا اس دا ڈیرہ
انج اے یار نتھانواں

رسولِ کریم ﷺ

سجے، کھبے، انھ اندھیارا
ساہمنے اے اوہ نُور منارا

شکرانہ

الف اللہ جلّ جلالہ دا باغ کمالا! کنج کریئے شکرانہ
سارے عالم نال ملایئے نالے کُل زمانہ
سبھ سمندر نور سیاہی، رُکھ بنایئے قلماں
کون مکان دی تختی اُتے لکھّیے حق سبحانہ

م محمد ﷺ دے دربارے باغا نذر گزاراں
کون مکان دیاں کٹھیاں کر کے ساریاں حُسن بہاراں
پڑھ درود ہر تھاں ہرویلے ون سوّن سوغاتاں
پھُل پتیاں تے لعل جواہر آپ دے اُتوں واراں

محمد ﷺ

نوری کاغذ، نور سیاہی، نوری قلم بنانواں
بسم اللہ بسم اللہ کر کے لکھاں محمدؐ نانواں

تیرے فرشوں بوہتی نیویاں عرشاں دی اچیائیاں
کس پیمانے نال میں تیریاں شاناں ناپ وکھانواں

توں نقطہ تے سبھ مخلوقاں تیرے گرد ای دائرہ
دونہاں جہاناں دی تحریر دا توں ای ایں سرنانواں

سڑدیاں بلدیاں تھلاں چ جیہڑے تڑفن لوک نمانے
اونہاں واسطے ای نیں تیریاں ٹھنڈیاں مٹھّیاں چھانواں

توں سائیاں کونین دا والی میں ہاں اک سوالی
تیرے ہتھیں رحمت دولت، میرے ہتھ دُعاواں

تیری رحمت بن جاندی اے مینوں آس سہارا
انھ ہنیر گناہواں پاروں جد وِی میں گھبرانواں

نام اللہ جل جلالہ دا نام محمدؐ ہر ساہ دے وچ جپناں
ہر ویلے ہر تھاں دے اُتے انج میں یاد منانواں

ہیرے، موتی ، لعل جواہر بولی دے وچ لگے
اپنی اٹی دا اج یارو! میں وی مل پوانواں

باغ کمالا! بس کرمت کوئی راز دی گل کر جائیں
نوری تاراں لشکن لگیاں، جھلیاں خوشبو، واواں

نعت

اج دہاڑے مکیا جگ توں رات دا انھ ہنیرا
اج فاران دی چوٹیوں ہویا خشیاں مکھ سویرا

یثرب دی مٹی بن جاوے میری اکھاں دا سرمہ
اوگن ہارا میں وچارا تے ایڈ نصیبہ میرا!

پیراں دے چھالے پئے چوون دیدے رت پئے روون
اجے تے منزل دور دراڈی اجے تے پندھ لمیرا

ہوٹھاں دی ٹہنی دے اتے سدھراں پھل کملاون
دل دے سکے بُوٹے اتے ہووے مینہ گھنیرا

تھیا تھیا کر کے نچساں کدیں تے میں وی یارو
کدیں تے میرے آل دوالیوں ٹٹ سی غم دا گھیرا

میں کس مونہوں ذات تیری دی مدح آکھ سناواں
میرا تھانواں بہتا ای نیواں تیرا ناؤں اُچیرا

باغ کمالا! توں کہیہ جھورا لا بیٹھا ایں جھلیا
اس ہستی دے لائق نئیوں تیرے دل دا ڈیرہ

حسین رضی اللہ عنہ

دل میرا اے غم سمندر، اکھ اے اتھرو مالا
چیتے آیا اے اج میںوں واقعہ کربل والا

سیس کٹاؤنا، کنبہ کہاؤنا، واہ واہ ریت بنائی
لُٹ لُٹا کے دنیا تائیں دتا درس نرالا

شاہ دے لہو نال سجی ریت چوں نور مشالاں بلیاں
سچ دا متھا لاٹاں مارے جھوٹھ دا اے منہ کالا

کیہہ توفیق کراں جے تیری میں تعریف وچارا
میرا تھانواں بہتا ای نیواں تیرا رتبہ بالا

رَکھ مثال حسینی ساہمنے سر دی بازی لایئے
حق سچ دا تاں جھنڈا چایئے باغ حسین کمالا!

کافیاں

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

چونہاں پاسے نھیر منھیرا
لبھ نی کدھروں لو
رنگ برنگ محبتاں چھڈ کے
ہکو ہک دی ہو

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

○

نہ میں واہی، نہ میں بیجی
دس ہُن کیہہ میں کپّاں
لوکاں بھانڈے بھرے بھُکنّے
مینڈیاں خالی لپّاں
ساریاں رُجھاں کوڑ وپارا
انجے ای کٹیاں گیاں
اکھر اکھر سپ اَٹھوہاں
سبھ کتاباں ٹھپّاں
اپنا آپ پچھانن والا
سدھا رستہ نپّاں
باغ کمالا! نام اللہ دا
دم دم دے وچ جپّاں

○

میں چمکاواں جثّہ اپنا
دل وچ گھور سیاہی
چونہاں پاسے چکڑ، گندگی
میں وچ منجی ڈاہی
بدی واہی، بدی بیجی
بدی کپّی، گاہی
چانن والا کاج نہ کیتا
دل وچ بھر لئی شاہی
چِنتا کریے ہر دم شالا
رُس نہ جاوے ماہی
جپ کمالاؔ! نام اللہ دا
بن عرشاں دا راہی

○

کجھ ٹر گئیاں کجھ ٹر ویسن
مینڈی وی کل واری
پچھی مینڈی خالم خالی
بنی مصیبت بھاری
قول قراراں والی گل چا
من چوں میں وساری
ربّا بھل ہوئی میرے کولوں
کر دی آں ہن زاری
مرشد کامل جنہاں پھڑیا
ڈبی بیڑی تاری
عرش معلیٰ باغ کمالا
اوہناں اک اُڈاری

○

سوہنا میندڑا ماہی نی اڑیو

سوہنا میندڑا ماہی

اوہدے عشق دی پے گئی جیویں

میرے گل وچ پھاہی

کھلی کھلوتی چھڈ کے مینوں

ٹُر گیا کدھر راہی

نَس نَس نَسی ، لبھ لبھ تھکی

جنگل جوہ سبھ گاہی

آہاں تے کُرلاٹاں جیویں

میری قسمت آہی

ھ

رو نی اڑیے رو

دل دا دامن میلا ہویا

ہنجواں دے نال دھو

چونہاں پاسے نھیر منھیرا

لبھ نی کدھروں لو

رنگ برنگ محبتاں چھڈ کے

ہکو ہک دی ہو

○

''عشقے دی سر کھاری چائی اے
در در دینی آں ہوکا''
عشق ہنیری اج پئی جھُلدی
کل نہ آسی آ جھوکا
عشق دی بارش اج پئی وسدی
کل پے جاسی آ سوکا
عشق دے کھوہ چوں توں وی بھرلے
پیار دا کوئی بوکا
وے لوکا

○

''ساجن دے ہتھ ڈور اساڈی
میں ساجن دی گڈی''

ساجن مینوں اڈ اڈایا
میں عرشاں تے اُڈی

عشق دی کھیڈچ میں تے سیّو
پہلے پور ای پکّی

لوکی محل ای لبھدے رہ گئے
میں تے لبھ لئی جھگی

دل دے شیشے اُتوں لاہ لے
دنیا والی اُلی

دنیا دی دلدل وچ پھس کے
نی سکھیے توں بھُلی

○

پنج حواس تے پنج لطیفے
ظاہر باطن دسن
جنھاں بجھی ایہہ بجھارت
اوہناں دے من وسن
پہلے پنج نیں سپ اٹھوہیں
پل پل سانوں ڈسن
دوجے پنج نیں جنھاں سہیڑے
اوہ خوش قسمت ہسن
صبر قرار کھڑاون پہلے
دوجے خوشیاں دسن
اللہ والے دوجے چاہون
پہلیاں کولوں نسن
دنیا دار کمالاؔ! پہلیاں
دے جالاں وچ پھسن

○

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں پھل وچ خوشبو وسے
یا جوں بدلاں چ بجلی ہسے
یا جوں شیشے وچ لشکارا
یا جوں مہندی دے وچ رنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں سازاں وچ آواز
یا جوں سینے دے وچ راز
یا جوں اکھیاں دے وچ نیندر
یا جوں دل وچ کوئی امنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں پھُل پتی تے تریل
یا جوں رات فجر دا میل
یا جوں دیوٹ دے وچ چانن
یا جوں اے پنجاب وچ جھنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں پلکیں چمکے تارا
یا جوں برہوں آس سہارا
یا جوں زخماں دے وچ پیڑاں
یا جوں ڈوری نال پتنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں ٹہنی دے وچ میوہ
یا جوں مندری دے وچ تھیوا
یا جوں بوٹی دے وچ نشہ
یا جوں دارے وچ ملنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں چیتر بور پھُلاہی
یا جوں یاداں دے وچ ماہی
یا جوں لفظاں دے وچ معنی
یا جوں پیالے چ جل ترنگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

انج اے تساڈا ساڈا سنگ
جیویں انگلی دے وچ چھَلا
یا جوں مسجد وچ مُصلا
یا جوں صوفی دے ہتھ تسبی
یا جوں گوری بانہہ وچ ونگ
انج اے تساڈا ساڈا سنگ

O

انھے کھوہ وچ ڈھوہن لگا ایں اجے وی ویلا ای بچ اوئے یار

صبر قناعت اٹھ گئی جگ توں جھکھڑ حرص دا گھلیا
مت اجیئی ماری گئی سو بندہ رب نوں بھلیا
چھڈ تکبر، سٹ وڈیائی، جیون تیرا کچ اوئے یار

دل شیشے تے دھوڑ جمی آ شیشے نوں لشکالے
نام اللہ دا جپ ہر ویلے اکھیوں نیر وہالے
کوڑی دنیا چار دیہاڑے دنیا تے نہ مچ اوئے یار

جنھاں عمل کمائے سوہنے اونہاں ای باغ بہاراں
اوہناں نوں نئیں خوف اجل دا جنھاں رب دیاں ساراں
خوشیاں مانن باغ کمالا! پلے جنھاں دے سچ اوئے یار

نظماں

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

تینوں کیہہ پوشاک پوواواں
تنگ تینوں ہر چولا

عرضی

توں عرشیں
تے میں آں فرشیں
اڈاں اُڈ نہ سکاں
نیویاں تھانواں اُتے کھلتا
تھیلوں بٹ بٹ تکاں
لہودے اندروں ہُملاں ملکیاں
اکھیوں تھک گئی لو
میں تے اچا ہونئیں سکدا
توں ای نیواں ہو

بُلاوا

توں خالق تے میں مخلوق
میں عاشق تے توں معشوق
تیرے میرے چ لکھ پواڑا
دھرتی توں عرشاں دا پاڑا
پر ایہہ شیشہ --- میرا دل
جس وچ توں تے تیری خدائی
سبھ سمائی
لا نہ ایویں ڈھل
آ ہُن مینوں مل

دل

اُچ اچیری، وڈ وڈیری
اکو تیری ذات
سبھ شیواں نیں تیری صفتوں
ہر وچ تیری جھات
پر اس دل دی شان اے وکھری
جس وچ تیری گھات

دُعا

غ غزالہ ش شکیلہ دو بھیناں تن وِیر
ث ثاقب تے ت تابش نیں
نالے م مراد
رب رکھے نیں شاد
بھیناں دے سر حیا دی چُنی
ویراں دے سر پت دا پڑکا
کوئی نہ ہووے کھڑکا
دین دُنی دی برکت ہووے
لگے نہ تتی وا
ایہہ ہے میری دُعا

وطن

تدھ تے کرم کرے رب سائیں
تیریاں ہوون دُور بلائیں
تیرے نال نیں ساڈے سُکھ
توں ایں جیویں تھل وچ رُکھ
تیری ہووے سنگھنی چھاں
جگ وچ اُچا تیرا ناں

کرامت

(قائداعظم دی خدمت چ)

اج ویلے دے سینے اتے
ایہہ عبارتاں کھنیاں ہویاں
تیرے ہتھ دے تیشے بابا! درد پہاڑاں وچوں
سکھ ارام دی ٹھڈی مٹھی نہر اک کڈھی
تیری نظراں دی رشنائی نور اسمانی بن کے
لکھ کروڑاں سینیاں دے وچ لتھی
تیری واج نے سارے قافلے والیاں دے دلاں وچ
ہمتاں، جذبیاں دی اک لہر وگائی
لوکاں ڈوریاں بھوریاں ہوکے ایہہ کرامت ویکھی
آپے ای منزل کول اساڈے نسدیاں نسدیاں آئی
تیری ای سوچ دے چڑھدے سورج نوں تک کے
کنیاں ای اکھاں چنھیاں ہویاں

ہوکا

(کشمیریاں دے ناں)

کجھ تے کریو چارا
ہتھوں چھٹی ڈور اساڈے
گڈی اُڈ گئی دُور دُراڈے
کیہ ہُن شور ککارا

غیراں کیہ کیہ متا پکایا
ویلا ساڈے اُتے آیا
حشر دیہاڑیوں بھارا

ہارے بھانویں ہوئی ٹھگی
متھے ساڈے کالک لگی
دیہو خون اتارا

ویریاں کیتے زور دھگانے
بھج جایئے یا بھنیے دانے
ماریو چوب نگارا

انج نہ آون ہتھ کشمیراں
آپ بنھایئے اپنیاں دھیراں
لوکاں کُوڑ وپارا

کوئی منے یا نہ منے
ہوکا دیندا اے بنّے بنّے
باغ کمال ونجارا

سوال

دھمک دھمک ویری دے پیراں دا بوُ ہے کھڑکار
اکھیاں دے وچ اگ دے لنبو ، ہتھ اوہدے تلوار

اتر پاسیوں اڈدی دسے لدُھاں دی اک ڈار
ماں دھرتی اے اک دھرنگا کتیاں دے وچکار

کد توڑیں ایہہ تہاڈی رہسی ''میں میں تو تکار''
پیراں ہیٹھ مدھولن لگے اپنی ای دستار

تہاڈی نااتفاقی پاروں دوزخ بن گیا گھار
پنچھو کدتائیں کر دے رہسو لوکاں نوں بیزار؟

زخمائی گھگھی

میرے دیس دے شاعر سجنو
نہ ڈورے تے تسیں انھّے
فیر کیوں گنگے بن گئے او
اک ''زخمائی گھگھی'' اتے
خونی گدھاں جھپٹ رہیاں نیں
بولو چُپاں وٹ لئیاں نیں
قلم تہاڈی ٹٹ گئی اے
یا فیر شاہی نکھٹ گئی اے
لکھن والے رت دی شاہی
انگلی قلم بنا لیندے نیں
حق دا جھنڈا چالیندے نیں

نذرانہ

(افغان مجاہداں دی خدمت وچ)

میں شرمندہ آں............

ماںواں، بھیناں، دھیاں کولوں

جنہاں دیاں سجیلے پتراں،

چھبیلے ویراں،

انکھی پیوواں

ظلم دے ہڑ دے اگے سینے ڈاہے

ہوٹھاں تے لگے چپ دے

جندرے لاہے

چپے چپے تے لہو اچھال کے

دیوے بال کے

انھ ہنیرے دور نسائے

چانن ورتائے

میں شرمندہ آں

اوہناں جیالیاں دی خدمت چ

کوئی سدھ نذرانہ پیش نہ کیتا

جنہاں رتو رت لاشاں دی

کندھ اسار کے

جاناں وار کے

''سرخ ہنیرے'' اگے بند بنھ دتا

سبز گنبد دی برکت پاروں

پاک جھنڈے دا رنگ کجھ گوہڑا کیتا

جھنڈا......جیہدی اچیائی ماریاں

غوث، قطب فریاداں کردے

رب درگاہیں خیر دعاواں منگدے رہندے

ساڈے کرتوتاں توں سنگدے رہندے

فلسطینیاں دا گیت

جنگ............جیہڑی

رات ہنیری

خون تے اگ

دُکھ پرچھانواں

وسدی زہر

بن گئی اے

رنگلی پوہ

گل گلزار

سکھ سینوھڑا

جیون لہر

سوال ہی سوال

اج واواں دے وچ گھولیا
ایہہ کس نے مار وزہر
اج نھیریاں وچ ولہیٹیا
چانن دا کس نے شہر
ہن کیہڑا ڈکسی آن کے
ایہہ ظلم دی وگدی لہر
اج سڑکاں اتے ڈوہلیا
لہو دا کس نے رنگ
ایہہ کس نے ویر سہیڑ یا
اج دشمن بن گئے سنگ
پئی موت دی ناگن ماردی
ایتھے بندے بندے نوں ڈنگ
ہن کدتائیں بچ بچسی
ایہہ موت دی کالی ڈین
اج بندہ بندہ پیا پچھدا
ہن دس سائیں تے سین
گھر گھر چوں کدتائیں اٹھسن
ایہہ ہاواں، چیکاں، وین

فن کار

میں فن کار آں
سوچ دیاں گھمر گھیراں وچ
چک پھیریاں کھاناں
کئی واری ڈبناں، کئی واری ترناں
کئی واری جیناں، کئی واری مرناں
دکھاں دے اوکھے بھار سرے تے چاناں
میریاں سوچاں، میرے بھار
میرا ڈبن، میرا ترن
میرا جیون، میرا مرن
کس کارن اے؟
کسے پچھا تا، کسے نہ جاتا
کیہ دساں میں دل شیشے تے
پیاں کیویں لکھتریڑاں
لمی کہانی درداں والی
کیکن چھیڑاں

ٹوہ

نہ منصور،
تے نہ میں رانجھا
بالنا تھ وی بن نہ سکاں
ڈوریاں بھوریاں
مڑ مڑ اپنے آپ نوں تکاں

دیوا

بدل کڑکے، جھکھڑ شُوکے
رات ڈراؤنی، گِدڑ کُوکے
راہ وچ کھڈے، ٹبے ، ٹوئے
فیر وی سدھا ٹریا جاواں
نہ بھلاں نہ ٹھیڈے کھاواں
انج جاپے جوں میرے اندر
کوئی دیوا جگیا ہوئے

چانن نھیرا

ساری راتیں واچھڑ غم دی
نازک جندڑی جھمی
جفر جالے کپر پالے
فیر وی رات نہ دھمی

متھے رگڑے، لیکاں کڈھیاں
ہویاں معاف خطائیں
نھیرا نٹھا تے پوہ پھٹی
کرم کیتا رب سائیں

پرایہہ دیہنہ دا چانن مویا
نھیرے توں ودھ ہویا
میری فجر تے بن گئی سیو
سو خوشیاں ...... اک غمی

ہٹھ

انھے کھوہ وچ ڈِکے ہوئے
چاہواں دے پنچھی
نھیرے دے پنجرے دی
تیلیاں توڑ کے
باہر اڈے
ڈر دے تپ دے مارے ہوئے
جیون بازی ہارے ہوئے
ایہہ پکھیرو، ان جھک ہو کے
اچ فضا وچ انج اڈ دے نیں
جیویں کوئی تراہ، خوف تے ڈر
ایہناں دے دل ول ودھ نہ سکے
''ایہہ معجزہ یارو کیویں ہویا؟''
میں اک پکھنوں کولوں پچھیا
آکھن لگا ہس کے...... ''بلیا
بھکھ جد حدوں ودھ جاندی اے
دل ودھیرا لے آندی اے''

ویلے دی گل

کل تائیں تے ویکھ کے دونویں
چنبے وانگن کھڑ جاندے ساں
جپھی پاندے ساں
اج تکیندیاں ساراای دونویں
متھے تے وٹ پائیے
راہ ولائیے

بھُل

مدتاں پچھوں
فیراج اس نے
وات لئی اے میری
پچھدا اے پئی
''توں تے مینوں
بھُل گیا ہوویں گا''
میں ہن اوہنوں
کیویں پچھاں
کون سی جیہڑا
لُوں لُوں میرے
وسیا رہیا
ساہواں دے وچ
رسیا رہیا

ایہہ میلہ شاہ حسینؒ دا

جتھے کھلریاں شونق بہاراں جتھے وجن دل دیاں تاراں
جتھے منگیاں آن دعاواں دل والیاں ، عشق بماراں
ایہہ میلہ شاہ حسینؒ دا

جگ ویکھن جس نوں آیا جیہدا جوبن انت سہایا
ایتھے سدھراں ہاسے ہسیاں ایتھے خوشیاں جھمر پایا
ایہہ میلہ شاہ حسینؒ دا

پنج پانیاں دا ایہہ مان ایتھے چاہواں روپ وٹان
اج تاہنگاں دین ممارکھاں اج اچی اساڈی شان
ایہہ میلہ شاہ حسینؒ دا

ایہہ فن ، حسن دا شہر رنگ ویکھو لہرولہر
ایتھے نور مشالاں بلیاں ایتھے نظرنہ سکدی ٹھہر

حسن حقیقت

(اقبال دی اردو نظم ''حقیقت حسن'' دا ترجمہ)

رب سائیں توں حسن نے پچھی ایہہ گل اک دیہاڑے
میں آں اک پرچھانواں، میرے لیکھ لکھے کیوں ماڑے

دسیا ''دنیا مورت کوٹھا ایہہ حقیقت جانی
لمی رات فنا دی وچوں پنگرے ایہہ کہانی

ادلا بدلی دا رنگ چڑھنا، سدا نہ محلیں سجنا
جیہڑا ایتھے سوہنا اوڑک اوہ ای بھانڈا بھجنا''

چن دے کنیں پے گئی گل ایہہ جو سی آل دوالے
انبراتے کھنڈ گئی جتھوں سن لئی فجر دے تارے

فجر دے تارے کولوں سن کے تریلی تیک پچائی
دھرتی دے وسنیکاں تائیں انبروں گل سنائی

تریل سنیہا سن کے پھل دی اکھیوں اتھرو ڈھلے
رتو رت دل کلی دا ہویا، غم دے جھکھڑ جھلے

چھم چھم روندی باغ دے ویہڑیوں رت پھلاں دی ڈھلی
سوہل جوانی سیر نوں آئی، ہو اداسی چلی

پیا وسے گکھڑ شہر نی

پیا وسے گکھڑ شہرنی
جتھے ویریاں سٹیا زہرنی
ایہہ زہرتے جیون لہرنی
پیا وسے گکھڑ شہرنی

ایتھے دشمن دے کاں آئے سن
جنہاں بمب وی کجھ گرائے سن
ساڈے بازاں مارنسائے سن
ایہہ باز خدا دا قہرنی
پیا وسے گکھڑ شہرنی

اس شہر تے رب دا سایا اے
اینہوں مولا آپ بچایا اے
ایہدا ناں تاریخ چ آیا اے
ایتھے وگدی پیار دی نہرنی
پیا وسے گکھڑ شہرنی

ایتھوں کالیاں راتاں نسدیاں نیں
ایتھے رنگلیاں پوہاں ہسدیاں نیں
ایتھے رب دیاں رحمتاں وسدیاں نیں
ایتھے دن دا پہلا پہرنی
پیا وسے گکھڑ شہرنی

بند بُوہا

سارے ہوٹھیں چپ لگی اے
میں ای ہن کجھ بولاں
سارے گنڈھیں لگ گئے نیں
میں ای کنڈی کھولاں

....

شریک

اج دی گل نئیں پہلاں توں ای
آوندی پئی اے لیک
ماں جائے ای بن جاندے نیں
سبھ توں ودھ شریک

ونڈ

دونہہ گٹھاں دے وچ پیا اے
سے کوہاں دا پندھ
دونہہ بھراواں وچ اساری
لالچ نے اک کندھ

....

جگراتا

بخش گیا اے فیراج سانوں
کوئی ایہہ جگراتا
غم کتاب چ نویں سریوں
کھلھ گیا اک کھاتا

رِیت

جگ دی اے ایہہ ریت پرانی
آپ وی ایہہ ازمائیاں
ساون وچ وی رہن ہمیشہ
سائیاں بن ترہائیاں

....

تحفہ

میرے ویہڑے دے وچ جیہڑے
پتھر تدھ وگائے
سانبھ سانبھ کے رکھے سارے
بیٹھک وچ سجائے

اُبالے

دل سمندر دے وچ آئے
خبرے کیہے اُبالے
اکھیاں فیر اج ڈلھ ڈلھ پیاں
جوں وگن پرنالے

....

دعوت

میرا دل اے دکھ سمندر
تیرا غم دریا
میرے نال وی جھٹ اک بہہ کے
آہن نیرِ وہا

بڑھاپا

تھکیا، ٹٹیا، راہ بھلنڈڑا
اک وچارا راہی
جنگل دے وچ گھلدی پئی اے
شام دی وی ہن شاہی

....

ازادی

تاہنگ ازادی دی جد دل وچ
گھمن گھیریاں کھاوے
اپنے ہون توں ودھ فیر دوجا
ہور خیال نہ آوے

تماشہ

عجب زمانے دے وچ ڈِٹھا
ایہہ وی اک تماشہ
تخت دے اتے بیٹھا سی پر
ہتھ اوہدے سی کاسہ

....

دُعا

ربا! میرے دل نوں بخشیں
عملاں دی اوہ لو
چونہاں پاسے جس چوں کھنڈے
نیکی دی خوشبو

لیکھ

اپنے حصے وچ تے آئیاں
تھل دیاں تتیاں لوواں
خبرے کیہڑے پاسے ٹر گیا
ونڈ دا اوہ خوشبوواں

....

دارو

تیری غمخواری دے نال تے
ہو یا غم دوّلا
چنگا سی جے چھڈ دیندا توں
مینوں اک اکلا

سنگ

اج وی جانا کل وی جانا
اوڑک ایتھوں ٹورا
عملاں باہجوں نال اساڈے
جانا نئیں اِک بھورا

....

افغانستان

لہو دی بُو تے اڈ دی آوے
اک بھڑ بھا کھی لدّھی
بُچّی ٹہنی اتے بیٹھی
اک زخمائی گھگی

پتہ

خط دے اُتے کافی اے بس
لکھنا نام گراں
ساری وستی دے وچ اک ای
بندہ اے بدناں

....

نِٹھیوڑ

میں وی ساں اک مجرم پرسی
ایہہ ورقہ انتھلا
میں وی کنیاں مدتاں توں ساں
گھر دیاں راہوں بھُلا

یاداں

کدیں کدیں انج چیتے آون
سانوں تیریاں باتاں
ٹھنڈیاں ٹھار رُتاں وچ جیویں
نگھیاں نِگھیاں راتاں

....

لے

خبرے اس وچ
کیہڑی شے اے
اج وی دل نوں
اس دی لے اے

لوک انگ

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

ایہدا جوبن ڈلھ ڈلھ پیندا
ایتھے ہر اک غم بھُل ویندا
ایہدا حسن کیویں دکھلانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

رومال

نکی نکی کنی میرا ویر!
سرے اتے رکھو رومال
سدھراں نال کشیدہ کڈھیا
تاھنگاں نال ہر دھاگا گڈھیا
کنگری اُن اُن جھالر لائے
بھُل وٹ وٹ پھمن بنائے
تاں جے مینڈا ویر سہائے
پر توں صافہ نئیں بنھدا
بودی دے شوقے نال

منھاں

منھاں میرا رہوے سلامت
جس تے چڑھ کے
نپ گھمانی چڑیاں ہوکاں
دل دی گجھی پیڑ لُکانواں
اکھیوں وگدے نیرِ سکانواں
پج پئی لاواں لوکاں

چار چفیرے نظر بھجاواں
راہ ماہیے دی تکاں
کدیں نہ تھکاں
لاواں جھوکاں

جد اس راہ وچوں ماہیا لنگھے
میں فیر اُچیاں ہوکاں لاواں
اس پاسے اک وٹا وگاواں
راہ جاندے نوں روکاں

اوہ جے تریہہ کے میں ول تکے
دوجے پاسے میں منہ پھیراں
کھڑ کھڑ ہاسیاں دے پھل کیراں

ایہو میری نت دی عادت
منھاں میرا رہوے سلامت

قربان دھنی داوسنا

قربان دھنی اتوں جانواں
ایہدے ڈھوکاں، شہر، گرانواں
پئی اس دے سوہلے گانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

ایہدے کھیتر، پیلیاں ، بنّے
ایہدے ہر دم رُوپ سونّے
پئی چڑیاں ، کاں اڈاواں
قربان دھنی اتوں جانواں

کیا چڑیاں دی چہکاراں
واہ پھُلاّں دی مہکاراں
ہر رنگ ایہدا من بھانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

ایہدی بنھاں، کھوہیاں، کسیاں
جتھے پیاس بجھاون تسیاں
ایتھے خوشبو رچیاں وانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

ایہدے ککر، بیر، پھلاہیاں
میرے دل نوں پاون پھاہیاں
جتھے ٹھنڈیاں مٹھّیاں چھانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

ایہدی رنگ برنگ بہاراں
سبھے رُتاں اس توں واراں
ایتھے کدیں نہ آوَن خزانوں
قربان دھنی اتوں جانواں

ایہدا جوبن ڈلھ ڈلھ پیندا
ایتھے ہر اک غم بھل ویندا
ایہدا حسن کیویں دکھلانواں
قربان دھنی توں جانواں

ایہدی اُچیاں نیویاں راہواں
جوں ڈھول سپاہی دیاں چاہواں
پئی نظراں شوق وچھانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

''قربان دھنی دا وسنا
اک بانکا جوڑا رکھنا''
توڑے ہووے غریبی تھانواں
قربان دھنی اتوں جانواں

ڈھول سپاہیا

اکھیاں دے وچ تر دے اتھرو
دل چوں اٹھدیاں ہاواں
دونہہ ور ہیاں توں ڈھول سپاہیا
گیت وراگ دے گاواں
میرے اتھرو، قوم مری دا
غیرت لہو گرماون
میریاں ہاواں لنبو بن کے
انکھ دی جوت جگاون
میں واری اوہناں راہواں توہن
پرت جنہاں توں آویں
دیس دیاں سرحداں دا فیر
مان تران ودھاویں

جرگہ

محفل دے وچ گل ترے نال
کرنی آفت ہوئی
آپس دے وچ جوڑ ریہا سی
سراوتے ہر کوئی

....

سادھ

دن دیہاڑے جھولی دے وچ
پایا چودھری ہوراں
نند کے جیہڑا اسٹ گھتیا سی
پچھلی راتیں چوراں

مَت

جس نے ماریا تینوں ڈنگ
خیر کمالا ! اوس دی منگ

....

ماں

کدیں نہ لبھّے چھاں
مر جائے جیہدی ماں

....

تراہ

خورے کیہ کجھ کہندا اے
دل نوں دھڑکا رہندا اے

دعوت

میں آں خالق دا فن پارہ
ہے کوئی مینوں پڑھن ہارہ

....

سنّھ

یارو! تکنا سی ایہہ انّھ
اخلاقاں نوں لگی سنّھ

....

غزلاں

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

تیرے حسن پچاری انج تے ہور وی بہتے ہوسن
کون غزل وچ تیرا جوبن میں وانگوں چمکاوے

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**

www.darulkamal.com

دل اے ضدی بالک اس نوں کیہہ کوئی سمجھاوے
چن بھلا اسمانی کیکن میرے ہتھ وچ آوے

تیرے حسن پجاری انج تے ہوروی بہتے ہوسن
کون غزل وچ تیرا جوبن میں وانگن چمکاوے

دھرتی دی ناڑاں دے وچوں پانی اج نکھٹا
ہن تے کوئی بدل گجے، رحمت مینہ برساوے

اس دے دل وچ اوڑک میرے پیار دا دیوا جگیا
ہن تے اوہ وی میرے واسطے گیت فراق دے گاوے

آون والے سمے دے وچ ہتھ اتانہہ رکھیے
جو گزری سو گزری یارو کیہہ کرنے پچھتاوے

کتھوں کتھوں میں رنگ لیا کے تیری مُورت چتراں
تیرا حسن جمال تے یارا پل پل رُوپ وٹاوے

کھلھیاں چھوڑ دتا اے بوہا باغ حسین کمالا
ہن کسے دی مرضی بھانویں آوے یا نہ آوے

کھر توں برتوں ہو گئے سارے سنگی ساتھی میرے
اک اکلا بیٹھا ہویاں سُنج مسنجے ڈیرے

میں ای جاناں کیکن اپنے ڈنگ ٹپاواں بیبا
تینوں کیہ اے بھرے بھکنے بھانڈے نیں سبھ تیرے

میریاں اکھاں چُنھیاں ہویاں ، راہ نہ کوئی دسے
چانن گوھڑا ہویا اے یا ودھ گئے ہور ہنیرے

پچھاں پرت کے جے میں ویکھاں ، مایوسی ، محرومی
ہول آندا اے خبرے کیہڑی اوکڑ ہوگ اگیرے

عشق گلی وچ پگ پگ سانوں لگدے پئے ڈھورے
ساڈے جوگی کس نے رکھنی بتی بال بنیرے

اج تائیں نئیں آیا کوئی ول چھل لانا مینوں
جیہڑی ایتھے مونہوں نکلی، اوہو ای گل پریرے

باغ حسین کمالا! جے تدھ وڈیاں نال نیونہہ لانا
گھر دیاں حداں کھلھیاں کرلے، بوہے رکھ اُچیرے

میں تے لیکھیں ہریا رو رو ایویں ای حال ونجانواں
چن لیسی اوہ حسن دی مورت اپنے آپ دا سانواں

کول بٹھا کے ساہمنے تینوں دل دا حال سنانواں
میں تے روندا ای رہندا آں تیں وی اج رووانواں

دکھاں دے وچ گجھیا ہویا ایہہ ویلا وی آیا
جی کروا اے چھڈاں گھرنوں دور کتھے نس جانواں

ہن تے بھنخدیاں تھلاں دے وچ جاون توں نہ روکو
ہن تے جثہ ساڑن لگیاں تتیاں بلدیاں چھانواں

اکھیاں دے وچ تردے اتھرو سبھ کجھ دس دیندے نیں
میں تے یارو دل اپنے دا بہتا بھیت لکانواں

انج لگدا اے مینوں جیویں دکھ ہنیری مگروں
سکھ سینہوڑا لے کے آؤسن خوشبو رچیاں وانواں

اپنا درد تے اک پاسے اے میں ان بھول کمالا
لوکاں دے دکھاں نوں ہس ہس نال کلیجے لانواں

کنیاں سدھراں نال تسانوں پیار دا پھُل سی گھلیا
کجھ نہ قدر پچھاتی تساں ہیٹھ پیراں دے ملیا

میریاں ہاسیاں دے وچ پیاریا! گجھیاں پیڑاں لشکن
دکھاں ساڈے چہرے اتے خوشیاں پوڈر ملیا

دکھ دیاں دھپاں جنہ ساڑن، دل دے لہونوں کاڑھن
تیرے رسنے نال ای سوہنیا سکھ پرچھانواں ڈھلیا

کیہڑا ایتھے درد وپاری، کیہڑا درد پچھانے
ایویں ای ہنجو موتیاں بھریا تھال اوہناں نوں گھلیا

چم چم چماں فیر وی نہ رجاں اکھیاں نال لگاواں
ہتھ میرے دا مان ودھیائیو ای پیار نشانی چھلیا

ساڈا سیانا رسیا ساتھوں، کس نوں نبض وکھایئے
تو ای دس ہن کتھوں لیایئے داروں مرض اوّلیا

کون کمالا درد ونڈاندا، کیہہ نیں کسے نوں لوڑاں
اپنیاں پیڑاں آپے سہہ توں بن ان بھول نہ جھلیا

ہتھیں ٹھوٹھا چمٹا پھڑیا، گل وچ پائیاں لیراں
عشقے دی اج جوت جگائی مست ملنگ فقیراں

کوئی سیانا دسے مینوں خواب دیاں تعبیراں
چٹی چادر اتے تکیاں سوہیاں لال لکیراں

تخت تے تختہ اک برابر، امرت زہر پیالہ
بندی خانے گل زاراں نیں، پازیباں زنجیراں

جیہڑے لوکیں ویکھ کے سانوں متھا نیں وٹ لیندے
ساڈے مرنیوں بعد اساڈیاں چمن گے تصویراں

دل دے مندریں سجے سجائے ڈِگے نیں بت سارے
گونجیاں نیں اس بت خانے وچ کیسیاں اج تکبیراں

عشق نگر وچ اوہا چالا ، اوہا ای ریت پرانی
اج وی سسیاں تسیاں جاپن اج وی کوکن ہیراں

دل دے ویہڑے کھنڈیا اے باغا انھا نھیر منھیرا
کتھوں آوے ونڈدیاں ہویاں چانن بدر منیراں

باغا ! شوکاں ماردی ناگن کیویں کیل لیایئے
سارے منتر بے وس ہوئے تھک گئیاں تدبیراں

کوئی نجومی دسے سانوں، ہن کیہہ دسن تارے
اپنے لہو وچ پئے نہاؤندے ہن تے درداں مارے

باد بہاری چلدی رہسی، پھُل وی باگیں کھڑسن
تتی لُو وچ جیہڑے سڑ گئے ہائے اوہ پھُل پیارے

جیون بیڑی ڈبدی پئی اے، کجھ تے سرت سمبھالو
دریا دے وچ چھالاں مارو، بیٹھ نہ رہو کنارے

سدھراں رانیاں دی چُنیاں وی سالو رنگ وٹاسن
ارماناں دے مرہاج وی چڑھسن سدھراں دے نال کھارے

* کرنل صاحب جی کیہہ دساں ، کیہہ نیں مری گزراناں
* * دُکھے دے وچ بیٹھی ہوئی کونج، وچھنی ڈارے

دل دے ویہڑے گھور سیاہی ، توں ایں بدر منیراں
کرم کریں جے بخشیں سانوں مکھ دے دو چمکارے

....

* کرنل محمد خاں (مصنف ''بجنگ آمد'')

** اک پنڈ داناں

نال اساڈے سکھ نے پائی خبرے کیہی اجوڑ
دل دے ویہڑے رتجھاں نیں جوں قبراں تے سکروڑ

کیہ آکھاں تے کیہ نہ آکھاں من وچ پے گیا شور
اج ترے اک بول نے سجناں دتی اکھ اگھوڑ

مدتاں پچھوں جل تھل ہویاں ایہہ اکھاں دیاں ندیاں
دل دے وگدے ہڑھ نوں سجناں نہ اج وگنوں ہوڑ

تیرے بول گلاباں ورگے، تیرے ہوٹھ رسیلے
اسیں کچے درداں بجھے، ساڈی گل توں چھوڑ

کیکن ہن ٹھکانے لگے اوہ وچارا راہی
دکھ دے ٹولے جیہنوں دیون چپے چپے توں موڑ

چن چانن وی اج نہیں بھاندا ، نظراں ٹھیڈے لگیاں
پتا نئیں کیہہ ڈھونڈاں باغا کیہہ اے اینہاں دی لوڑ

○

کنیاں تاہنگھاں سینے دے وچ کونجاں بن کرلان
کنیاں سدھراں تڑف تڑف کے دل وچ ای مرجان

کدیں تے خوشیاں نال وی ہوسی ساڈی جان پچھان
کدیں تے دل وچ پیلاں پاسن موراں وانگ ارمان

ڈھوڑ اڈاندے درد ولوہنے پیڑاں مارمکان
یاد سمے چوں جدوی سدھراں لک لک جھاتی پان

جیہا کون جو بلدی اتے آکے پانی پاوے
لوکیں دل دا درد نہ جانن ہور وی اگ بھڑکان

ہاڑ دلے وچ رکھ کمالاؔ بیٹھے سیتاں گندے
مہر دلے وچ پاؤنے کدھرے اس راہ وی آجان

○

چن چانن چ جھلدی پئی اے مست پرے دی وا
بن کے چن اسمانوں میرے ویہڑے وچ لہہ آ

اج وی میریاں بولاں دے وچ تیری سک خشبو
اج وی تیریاں یاداں دل نوں دیندیاں نیں تڑفا

اکھ اشارہ لوڑن لئی میں راہواں مل کھلوتا
نیویاں پاکے لنگھدیا سجناں! میں ول نظر اٹھا

قوس قزح دی پینگ چ دسے تیرا حسن جوانی
شاماں ویلے دی لالی وچ تیری شرم حیا

کدیں تے خواباں دی شہزادی، میری بدر منیراں
آپ اکھیسی ''آ بہو باغا! حال حوال سنا''

O

اجے تے منزل دور دراڈی، اجے تے لمیاں جوہاں
تڑفن تے کرلاون پیاں اجے تے سکدیاں روحاں

سجرے پیار توں جے کر تینوں وہل ملے تے سوچیں
کمرے دی اک نکر بہہ کے قول دتے سن دوہاں

میرے دل دے تھل وچ لکھاں تاہنگاں سسیاں تسیاں
ست سمندر نیں وی تھوڑے کیہہ کرنا اے کھوہاں

میں وی اپنے دل دا محرم اج تائیں نئیں بنیا
دل دی تہہ وچ کیہہ کیہہ جذبے تین کیہہ لبھن سوہاں

سارے اپنا پلا چھڈا کے گھرو گھریں نیں ٹر گئے
باغ کمالا رہیاں کھلوتا وچ مدانے توہاں

ہ

جدوی دل دے بوُہے وچوں عشقے پائی جھات
بدل گئے سبھ رنگ ڈھنگ ساڈے بھل گئی ذات برات

لُوتیاں لایاں کجھ نہیں بن دا دس کیہہ کھٹیا کیدو
سبھ کم ہوندے سدھے جے کر راضی رب دی ذات

لشکن داغ اولڑے دل دے اوہدے غم دے پاروں
تارے جیکن چمکاں مارن اندر نھیری رات

نیر اکھیاں چوں ڈلھ ڈلھ پیندے جدوی اوہ یاد آون
بدل جیکن جھڑیاں لاندے وچ موسم برسات

کجھ نئیں سجھدا کیہہ ہن کہیے سوچ نہ دیندی راہ
مارے زور کمالا بہتے پر نہ بن دی بات

○

غم دا داغ نہ دھوپے بھانویں لکھ واری پیا دھوئیے
کون مٹاوے جہیدے دل تے پیاں اوہدیاں لیکاں؟

گھر گھر دے وچ شاہدیاں پیاں ساڈے پیار دیاں سجناں
کیہڑی گل اے جوئیں کیتی ساڈے نال شریکاں

چھم چھم روندے نین وچارے جندڑی پئی کرلاوے
کدوں مکن دے وچ آوسن ایہہ عشقے دیاں ریتاں

چن وچارا تکدا تکدا ٹر گیا اپنے گھرنوں
میں نمانی بیٹھی کلی ، کد تک تینوں ڈیکاں

الٹے کشتی آس دی باغا بحر غماں وچ جس دم
کجھ نہ کردا رونا دھونا کم نہ آون چیکاں

چلدی ایں پئی کیہڑے سپ دی چال توں بانکیے نارے
کیہڑا جیہڑا تیرے اپروں اپنی جند نہ وارے

پیار دی پونی چھوہ کے اڑیے توڑ وی اوہنوں چاڑھیں
سوہنی سسّی بننا تینوں سجدا اے مٹیارے

کچراں تیریاں راہواں تکیے کچراں زہراں پھکیے
کچراں پینگھ جدائیاں والی کھاندی رہے ہلارے

کون کسے دا درد ونڈاندا کیہہ کسے نوں لوڑاں
اپنیاں پیڑاں آپوں سہیے چکیے آپوں بھارے

ٹھیہل کے کشتی پیار دی باغا چھڈ گئے کل مکلیاں
کیہہ کریے تے کتھے جایئے اسیں درداں مارے

○

بدل نظارہ کوئی نئیں چڑھیا، اکھیاں نیں ترہائیاں
پلے سیک وچھوڑا لے کے تتیاں وانواں آئیاں

سوچاں دے وچ مہکاں رچیاں ، اکھیاں نیں نشیائیاں
اچن چیتی دل دی باریوں کس نے جھاتیاں پائیاں

جھکڑ جھلیا پیڑاں والا، درد ورولا اٹھیا
پھل ارماناں گلمے پاڑے سک کلیاں زخمائیاں

گزرے وی تے کیکن گزرے رات جدائیاں والی
ماہیا موڑ مہاراں تدھ ہن کنیاں مدتاں لائیاں

باغ کمالا! جدوں دا ماہی اکھیوں اوجھل ہویا
ساڈے دل دے ویہڑیوں گئیاں خوشبوواں، رشنائیاں

○

مدتاں توں نئیں بدل وسیا پئیاں غرقیاں جھیّاں
دانے دانے نوں پئے سکدے خالی ہو گئیاں گہیّاں

خبرے کیہہ کیہہ سوچدے رہے پر اوہ جدوں سی ملیا
ایدھر اودھر دی رہے کردے دل دیاں دل وچ رہیّاں

وڈیاں چاہواں نال منگایا سی اخبار بزاروں
پڑھن لگیاں جاپیا پرسن ساریاں خبراں بیہیّاں

میرا وس چلے تے یارو اک اک بدلہ موڑاں
اوہو سٹاں میں وی ماراں جیہڑیاں سٹاں سہیّاں

فریاداں، کرلاٹاں، پیڑاں، تڑفاٹاں تے آہاں
باغ کمالا متراں ولوں ایہہ سوغاتاں ڈھیئیاں

○

دیوے بال رکھاں خانقاہواں
مینوں ڈھولا تیریاں چاہواں

میں تیری اڈیک چ کھڑی آں
توں بدل نہ جاویں راہواں

توں خوشیاں موجاں مانیں
میں بھر بھر بھردی ہاواں

اج اکھیاں چھم چھم وسیاں
اج ہچکی لائی ساہواں

میں تیریاں قدماں چ سجناں
پئی جندڑی اپنی ڈاہواں

میں واری صدقے جاواں
تدھ پھیریاں کیوں نگاہواں

کیویں خوشیاں جھولی پاواں
کیویں دکھڑے مگروں لاہواں

میں باغا دکھڑے بیجاں
پیا غم دے کھیتر واہواں

○

دل دی اکھ اگھوڑنا
ہن تے سونا چھوڑنا

دل وچ رب دا نور اے
دل شیشہ نہ توڑنا

تیرا ناوٗں الاپنا
ماکھیں منہ نچوڑنا

تیری مرضی دیونا
ساڈا کم اے لوڑنا

عرشوں اگے جاونا
انبر پچھے چھوڑنا

سدھر اے ہک آھلنا
تیلا تیلا جوڑنا

اسیں کھلوتے راہ تے
ایدھر واگاں موڑنا

— ق —

سبق دیندا گھڑی گھڑی
ویلے دا جھنجوڑنا

حق دا جھنڈا چاونا
ظلم دی بانہہ مروڑنا

ٹھوکن اوکھی کار اے
سوکھا کم اکھوڑنا

ہن تے چیتے آوسی
اوس نوں ساڈا ہوڑنا

باغا عبرت بن گیا
اوس دا بیڑی بوڑنا

ہوندا جاویں پراں پریرا
دوش کوئی تے دس جا میرا

ماڑیاں دیا وسنیکا تینوں
ڈیکے ساڈا اجڑیا ڈیرا

خوشیاں کریئے ، کھیڈ رچایئے
توڑ کے یارو ! فکراں گھیرا

میرا تھانواں بوہتا نیواں
تیرا تھانواں بوہت اُچیرا

باغا ! اینویں ای اس پاسے
پاندے رہے پھیرے تے پھیرا

○

صدیاں دا اک روگ
جندڑی رہی اے بھوگ

کیہڑے کیہڑے غم دا
یارو کریے سوگ

دل پکھنو ہر ویلے
چگدا غم دی چوگ

کہیے وی تے کیہہ
گنگا ساڈا روگ

باغا دڑ وٹ رہو
چپ چپ دُکھڑے بھوگ

○

کون نبیڑے
جھگڑے جھیڑے

ہیر وچاری
ظالم کھیڑے

آپ مہاریاں
دکھ سہیڑے

بات خوشی دی
کوئی چھیڑے

باغا ترسن
ساڈے بیڑے

○

کوڑ سہارے

ٹٹ گئے سارے

کیوں چکیے

جیون بھارے

دل دی بازی

دل توں ہارے

اکھیوں ہنجو

بن گئے تارے

کچرک مکسن

اوسدے لارے

جھگیاں پایئے

ڈھہہ گئے ڈھارے

— ق —

کیوں ڈبیا ایں

سوچ وچارے

باغا! ملساں

بنھ کنارے

O

کالیاں راتاں

درد قناتاں

ملیاں سانوں

غم سوغاتاں

اکو جیڈیاں

ساریاں ذاتاں

آؤ ورتایئے

کھنڈ پراتاں

یاد آیاں نیں

وسریاں باتاں

چن مل جاوے

ایڈ براتاں

__ ق __

دل وچ اپنے

پا لے جھاتاں

چھڈ کمالا

کوڑیاں باتاں

○

باغ کمال
پیار سوال
خوشیاں گئیاں
روگ سمھال
جیون چکی
جندڑی گال
رونا دھونا
عشق وبال
متھا لیساں
ویری نال
مٹھّیاں گلاں
مکر جال
چلے زمانہ
پُٹھی چال
ہور کمالا!
مندڑا حال

دل دے ڈیرے
درد گھنیرے

چار چفیرے
گھور ہنیرے

ہائے جے مولا
اوہ رُت پھیرے

ویہل نہ دیون
فکراں گھیرے

— ق —

پیریں چھالے

پندھ لمیرے

فیر وی راہی

درد ی تیرے

باآغا! بولے

کاگ بنیرے

○

اکھ اگھوڑ
سونا چھوڑ

چونہاں پاسے
تھوڑ ای تھوڑ

دل چ سدھراں
جوں سکروڑ

اج مہانے
بیڑی بوڑ

رب پچاسی
ساڈی لوڑ

باغا لائی آ
چاڑھیں توڑ

○

چھلا نشانی
پیار کہانی

دُکھڑے بھوگے
جند نمانی

تاھنگ وچاری
درد رنجانی

چیتے آوے
رُت سہانی

میرا جیون
توں ایں جانی

درد وچھوڑا
ریت پرانی

غم چ تیرے
عمر وہانی

دل وچ کھبی
غم دی کانی

رس نہ جائیں
میرے ہانی

وگڑی وگڑی
ساری تانی

جان لباں تے
پلاؤ پانی

کرے اشارے
اکھ مستانی

کھر دی جاوے
باغ جوانی

O

یاد یار
باغ بہار

تیری جت اے
میری ہار

ڈھٹھا کوٹھا
فیر اُسار

رُت پھری اے
موڑ مہار

روگ اولڑا
دتا یار

اوہدے اتوں
جنڈری وار

خوشیاں کم کم
روگ ہزار

ویر مکا کے
پیار کھلار

لک تروڑے
جیون بھار

چادر ویکھ
پیر پسار

اللہ اللہ
مھیش چتار

لوکی کردے
کوڑ وپار

بن کمالاؔ
توں سچیار

○

بھیڑے چالے
تیرے حالے

نُور لکیراں
اکھر کالے

— ق —
دُکھ دی چکی
غم دے گالے

خوشیاں چھڈیاں
روگ سمھالے

رُسیا ماہی
پچھلے سالے

باغ حسین کمال ایک باکمال
شاعر ہیں۔ ان کے یہاں کلاسیکی فنی
انداز کے ساتھ ساتھ جدیدیت بھی
موجود ہے۔ فکری طور پر وہ تصوف کے
آدمی ہیں لیکن ان کے تصوف میں
روحانیت کے ذائقہ کے ساتھ ساتھ
انسانی مسائل بھی دکھائی دیتے ہیں۔ وہ
روح اور جسم کے تعلق کے پس منظر میں
شعر کہتے ہیں۔ باعمل صوفی ہونے کی وجہ
سے ان کے خیالات میں ایک طہارت
اور پاکیزگی ہے جو خوشبو کی طرح ان
کے اشعار کے چمن کو مہکاتی رہتی ہے۔

ڈاکٹر رشید امجد

آپؒ کی غزل کا خاص پہلو یہ ہے کہ
اس میں روکھی پھیکی سنجیدگی اور خیال کی خشکی
نہیں خالق سے شکوہ وشکایت کے ساتھ ساتھ
دوستانہ چشمک بھی ہے۔ وہ رُوئے زمین کو
تمام بنی نوع انسان کی یکساں ملکیت قرار
دیتے ہیں اور سیاست بازوں کی ان چالوں کو
آشکار بھی کرتے ہیں جن کے باعث وطنِ
عزیز پر رات مسلّط ہو چکی ہے۔

خوں اچھالا تھا جنوں کے فیض سے جس کے لئے
اس سحر کے تو یہاں آثار بھی کوئی نہیں

تابش کمال

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، **چکوال**
www.darulkamal.com

باغ حسین کمال اردو اور پنجابی کے نہایت جید شاعر تھے۔ ان کی شاعری حقائق حیات اور صوفیانہ تصورات کے باہمی نفوذ کی ایک جچی تلی مثال ہے۔ اردو میں ''غزل'' اور پنجابی میں ''کافی'' کہتے ہوئے وہ اپنے شعور و وجدان کی گہرائیوں میں سے ایسے ایسے آبدار موتی چن لائے ہیں جن کی چمک مدتوں ماند نہیں پڑے گی۔ عمر کے آخری چند برسوں میں انھوں نے اپنے علم و فن کو دینیات کے سپرد کر دیا تھا اور تصوف و سلوک کی ایسی منزلیں طے کی تھیں کہ ان کے متصوفانہ خیالات وانکشافات کی مثالیں صرف قرونِ اُولیٰ ہی میں دستیاب ہو سکتی ہیں ورنہ آج کل کم ہی صوفی باغ حسین کمال کے درجات تک پہنچ پاتے ہیں۔ ان کے صاحبزادے تابش کمال نے ان کی باقیات کو سمیٹ کر اور انھیں مرتب کر کے نہ صرف ایک فرضِ فرزندانہ ادا کیا ہے بلکہ شعر و تصوف کی روایات میں بھی ایک قابلِ ذکر اور لائقِ تحسین اضافہ کر دیا ہے۔

احمد ندیم قاسمی

دارالکمال، کمال آباد، پنڈی روڈ، چکوال

www.darulkamal.com